

سرکاری رپورٹ

## پلو چستان صوبائی اسمبلی

دویں اسمبلی / چھٹا جلاس

### مباحثات 2013ء

(جلاس منعقدہ یکم، اکتوبر 2013ء بطالب، 24 ذیقعد 1434 ہجری بروز منگل)

نمبر صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجیح۔	1
2	دعاۓ مغفرت۔	2
3	پرانگ آف آرڈررز	3
8	رخصت کی درخواستیں۔	4

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

موافق 01 اکتوبر 2013ء بہ طبق 1434 ہجری بروز منگل بوقت صبح 11 جگر 55 منٹ پر

زیر صدارت سردار رضا محمد بڑیج، جناب چیئرمین، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال، کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب چیئرمین: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ أَخْرَضَ عَنْ دُكْرٍي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنِّكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى ﴿١﴾

فَالَّرَبِّ لِمَ حَشَرَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ﴿٢﴾ قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ أَيْتَنَا

فَتَسِيَّتَهَا ﴿٣﴾ وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى ﴿٤﴾ وَكَذَلِكَ نَجِزُ مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ مَمْ

بِأَيْتِ رَبِّهِ طَ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُ وَأَبْقَى ﴿٥﴾

﴿پارہ نمبر 16. سورۃ طہ، آیات نمبر 127-126-125-124﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اور جس نے مونہ پھیرا میری یاد سے تو اسکو ملنی ہے گزران تنگی کی۔ اور لائیں گے ہم اسکو دن قیمت کے اندازا۔ وہ کہے گا اے رب! کیوں اٹھا لیا تو مجھ کو اندازا اور میں تو تھاد کیھنے والا۔ فرمایا یوں نہیں پہنچی تجھ کو ہماری آیا تین پھر تو نے انکو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیں گے۔ اور اسی طرح بدله دیں گے ہم اسکو جو حد سے نکلا اور یقین نہ لایا اپنے رب کی باتوں پر۔ اور آخرت کا عذاب سخت ہے اور بہت باقی رہنے والا۔ صَدَقَ اللّٰهُ لِعَظِيمٍ۔

جناب چیئرمین: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! point of order!

جناب چیئرمین: آپ ایک منٹ، آپ اتنی جلدی نہ کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! point of order! ایک بات پیش کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: ایسا ہے کہ 29 ستمبر بروز اتوار پشاور کی تاریخی قصہ خوانی بازار میں ایک المناک دھماکہ ہوا، جس میں کم و بیش 45 بیگناہ معمولی لوگ لقمہ جل بنے، 100 کے قریب زخمی ہوئے ہیں۔ اسی طرح گذشتہ ایک ہفتے کے دوران خیبر پختونخوا کے، پشاور میں چرچ پر حملہ ہوا، بس پر حملہ ہوا۔ تو بہت ہولناک قسم کی وحشت اور بربراست پرمنی واقعات ہوئے جسمیں سینکڑوں لوگ مارے گئے ہیں۔ تو ہمیں اس House کو مدد کرنی چاہیے۔ اور دوسرا میں آپ سے request کروں گا کہ آپ مولانا صاحب سے کہہ دیں کہ وہ ان شہداء کیلئے دعا مغفرت کریں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں دو واقعات کے متعلق تو ہم لوگوں نے House میں ایک منٹ کی خاموشی بھی اختیار کی تھی۔ اور دعا بھی پڑھی تھی فاتحہ بھی پڑھی تھی۔ ابھی یہ موجودہ واقعہ جو کل کا ہوا ہے اسکے لئے مولوی صاحب آپ دعا پڑھ لیں۔۔۔ (دعا مغفرت کی گئی)۔

انجینئر زمرک خان: جناب چیئرمین صاحب! point of order!

جناب چیئرمین: ایک منٹ میں ذرا اسکونٹ شادوں، ایک منٹ۔

انجینئر زمرک خان: جناب چیئرمین صاحب! اسکا تھوڑا سا وقت مجھے دیدیں۔ میں اسمبلی کے کارروائی کے بارے میں بات کروں گا۔

جناب چیئرمین: جی، جی۔

انجینئر زمرک خان: جناب چیئرمین صاحب! آج جب ہمیں بلائے گئے ہیں۔ جو ہمیں یہ کاغذ ملا ہے آئمیں کیا ہے؟۔ آپ دیکھ لیں، تلاوت ہے، ترتیب کارروائی۔ قرآن پاک کی تلاوت ہو گئی۔ وقفہ سوالات اگر کوئی ہو۔ کوئی نہیں ہے۔ سرکاری کارروائی کوئی نہیں ہے۔ ہم لوگوں نے اپنے دور کے cancel کر کے ادھر پہنچے ہوئے ہیں۔ کس چیز پر یہ اسمبلی کی کارروائی ہو رہی ہے، کچھ ہے؟۔ کوئی کارروائی ہے ہی نہیں۔ آپ ویسے ہی بلاتے ہیں کیا مطلب یہ مذاق تو نہیں ہے ہماری اسمبلی میں؟۔ میں نے آئمیں ایک دو points بنائے ہوئے

ہیں۔ شاید اگر آپ اس پر ہو جائے۔ کارروائی برائے کوئی لطفی مطہی کا وہ پروگرام بناتے ہیں۔ کوئی کپوڑے چائے ادھر لے کے سب مہمانوں کو کھلائیں۔ اور تو کچھ بھی نہیں ہے۔ کوئی کارروائی آپ کر سکتے ہیں؟۔ یہ تو غالباً کاغذ ملا ہوا ہے۔ اس طرح نہیں ہوتا ہے، ایک اسمبلی کی کارروائی کچھ رکھا کریں آپ۔ اگر کچھ ہے۔ یہ تو اس طرح ہے کہ جیسے بہت پُر امن صوبہ چل رہا ہے اور یہاں پر کچھ بھی نہیں ہے۔ point of order ہے اور ہم نے بہت سے مسئلے اس پر discuss کرنے ہیں لیکن ہم نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسا اسمبلی نہ بلا کیں آپ by them آپ سے request کرتے ہیں۔ آپ انکو بتا دیں کہ کس قانون کے تحت یہ آج ہم بیٹھے ہوئے ہیں؟۔ کیا ہے، کیا کر رہے ہیں ہم اس اسمبلی میں؟۔ آپ بتا دیں آپ مجھے اس پر ہمیں clear کروادیں کہ کوئی کارروائی ہو رہی ہے؟۔ یہ ایسا نہیں ہے کوئی اسلام آباد جارہا ہے کوئی کراچی جارہا ہے کوئی علاقے میں جارہا ہے ہیں۔ سب نے اپنے پروگرام cancel کر کے اور یہ کارروائی آج ہمیں ملی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آپ کی point of order کو ہم note کر لیتے ہیں انشاء اللہ اسکے بعد کارروائی ہو گی اُسی کے تحت انشاء اللہ آگے بھی بات کر لیں گے۔

**انجینئر زمرک خان:** کوئی چائے مائے پلا دیں سب کو لے آئیں مہمان بیٹھے ہوئے ہیں اچھی بات ہے اس پر کرتے ہیں کچھ۔

**مسز شاہدہ روڈ:** چیئرمین صاحب point of order۔

**جناب چیئرمین:** ایک منٹ۔ جی بی بی۔

**مسز شاہدہ روڈ:** جس طرح زمرک صاحب نے کہا کہ ہمارا ایک اسمبلی کا سیشن جب یہاں پر ہوتا ہے تو اُسکے لئے صوبائی حکومت کو کتنے اخراجات پڑتے ہیں، وہ جیک الگ debate ہے۔ اور جب کارروائی نہ ہو تو یقیناً یہ بڑے افسوس کی بات ہے point of order پر یہ کہنا چاہو گی کہ اخبار آج ”جنگ“ کو صحیح سب نے پڑھا ہوگا۔ اگر حکومتی پیپرز پر بھی جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، میں چاہو گی کہ وہ بھی اس پر بولیں۔ کارروائی تو کچھ نہیں ہے لیکن جو مسائل ہیں اُس پر کم از کم ہم بات کریں تاکہ ہم حلal کر سکیں ہم جس کام کیلیے آئے ہیں۔ یہ تھوڑا سا توجہ دلاؤ گی کہ جو صحیح کا اخبار ”جنگ“ کو آپ اٹھا کے دیکھیں تو اُسیں دو News ہیں۔ سب سے بڑی خبر جو ہیڈ لائن گئی ہوئی ہے وہ ہمارے پاکستان میں جو غریب عوام کو تختہ دیا گیا، پیٹرول کی قیمتیں بڑھا کے اور بجلی کی قیمت بڑھا کے۔ اور اُسی کے اوپر ایک اور News ہے کہ انڈیا میں پُرول کی قیمتیں کم کی گئی ہیں۔ جب

میں نے خود صحیح اخبار اٹھایا تو میں آپ کو بتا نہیں سکتی کہ آپ کا جو ذہن ہے وہ کس قدر frustrate ہو جاتا ہے۔ کہ دو ملک ہیں اور ایک قیمتیں کم کر کے عوام کو ریلیف دے رہا ہے اور ایک حکومت قیمتیں بڑھا کے لوگوں سے جینے کا حق بھی چھین رہی ہے۔ تو میں یہاں پر یہ سوال raise کرتی ہوں کہ وہ پارٹی جو اپنا موقف لے کے آئی تھی، لوگوں سے وعدے کئے تھے۔۔۔

جناب چیریمن: میدم میرے خیال اسکے حوالے سے بات کرتے ہیں، کچھ چیزیں ایسی ہیں جسکو ہم نے۔

مسز شاہدہ روف: ”کہ ہم انکو relief دینگے“۔ کیا یہ صریحاً اس چیز کی منافی نہیں ہے؟۔ ہمارے لوگ جو ہیں کیا یہ صرف اور صرف انہیں چیزوں کو compensate کرنے کیلئے رہ گئے ہیں؟۔ شاہ خرچیاں کریں گے حکمران اور اسکو بھریں گے ہمارے عوام؟۔ یہ اس ظلم کو بند ہونا چاہیے۔ اور دوسری بات۔۔۔

جناب چیریمن: بی بی۔

مسز شاہدہ روف: ایک اور۔ ایک second time کو بلے کا کیونکہ کارروائی کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب چیریمن: بی بی ایک منٹ۔

مسز شاہدہ روف: ہم سب بولتے ہیں آپ please تھوڑا سا تحمل کریں۔ اسیں ایک چیز اور add کرو گئی۔

جناب چیریمن: بی بی ایک منٹ، آپ خاموش رہیں۔ thank you.

مسز شاہدہ روف: جناب اپنے اسیں ایک چیز add کرو گئی۔

جناب چیریمن: بی بی! ایک منٹ، آپ کا point of order ہم نے note کر لیا ہے۔ لیکن اس subject کا تعلق فیڈرل گورنمنٹ سے ہے۔ ہم اس House میں ہی اس چیز کو اٹھا کریں گے۔ لیکن بعد میں کسی اور وقت۔۔۔

مسز شاہدہ روف: جناب اپنے۔

جناب چیریمن: آپ تشریف رکھیں، ہو گیا جی۔ آپ کا point of order ہو گیا ہے ہم اسکو note کریں گے، فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اسکا تعلق ہے۔

مسز شاہدہ روف: sir اسیں ایک چیز highlight کرنا چاہتی ہوں بلوچستان کے حوالے سے کہ ہمارا جو یہاں پر living system ہے، اسیں یہ کہ joint family system ہے۔ سب لوگ، پورا

خاندان اکھڑا رہتا ہے۔ مجھے آج تک سمجھ نہیں آئی کہ وہ جو دوسروینٹ پر وہ یہ کہتے ہیں کہا آپ کم ہے۔ تو یہ جو پوری پوری families رہتی ہیں ان کا کیا قصور ہے؟۔ آپ تو ایک اپنا خاندانی نظام تباہ کر رہے ہیں کہ دو دو لوگ جو ہیں وہ فلیٹس میں shift ہو جائیں اور تاکہ وہ دوسروینٹ خرچ کریں؟۔ خدارا! اس چیز پر بلوچستان کے عوام، آپ سب لوگوں کا represent کر رہے ہیں۔ اس چیز کو آپ مت consider کریں۔ دوسروینٹ ہمیں دے رہے ہیں یہ لوگ۔ ہمارے خاندانی نظام کو تباہ کر رہے ہیں یہ۔ تاکہ families جو ہیں وہ بکھر جائیں۔

جناب چیئرمین: میدم آپ کی بات ہم نے سن لی ہے Thank you very much، جی۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): point of order جناب چیئرمین صاحب۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جس موضوع پر میرے فاضل دوست۔۔۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہاں زیارت وال صاحب! اگر آپ ایک مہربانی تھوڑی جیسی ہمیں، ہم یہ کارروائی کر لیتے ہیں اسکے بعد آپ وہ کر لیں۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ہم لوگوں نے اُسی sequence میں آئی ہیں اور بعد میں کرنا ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): وہ آجائے گی۔ انہوں نے point of order کو پر کہا ہے میری ذمہ داری ہے کہ point of order کا جواب دون یا تو آپ انکو point of order پر کہنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر آپ نے انکو کہنے کی اجازت دی ہے میری ذمہ داری ہے کہ میں اسکا جواب انکو دون اور پھر آگے کارروائی چل گی۔

جناب چیئرمین: جی۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب چیئرمین! یہاں انہوں نے جو بات رکھی ہے ”کہ اسمبلی کا جواہری ہے اُسی میں کارروائی نہیں ہے“، اس وقت جو کارروائی ہونی تھی وہ وقفہ سوالات ہے اور وقفہ سوالات۔ سوالات اپوزیشن ہی جمع کرواتی ہیں۔ اور ٹریئری پیچزا انکا جواب دیتی ہیں۔ تو انکی طرف سے سوالات نہیں ڈالے گئے ہیں اسلئے کارروائی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے جناب چیئرمین زلزلہ ہے۔ لوگ وہاں پھنسنے ہوئے ہیں اور کیبینٹ کا اجلاس، واقعتاً ہماری قانونی کارروائی بہت سی چیزیں پڑی ہیں۔ کیبینٹ کی اجلاس ہو نہیں سکی ہیں۔ اس وجہ سے ہم اسمبلی میں پیش نہیں کر سکے ہیں۔ تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ جب قائد ایوان، وزیر اعلیٰ

صاحب وہاں سے واپس ہو گئے وہ قوانین کے مسودے پڑے ہیں اُسکو کیفت سے pass کر کے اُسکو  
اس بیلی میں آنا پڑتا ہے۔ تو وہ چونکہ نہیں ہوسکا ہے۔ میں یہاں پر آپ کے سامنے اس House کے سامنے اس  
صوبے کے سامنے۔ پانچ سال تک ہماری اس بیلی، آپ ریکارڈ اٹھا کے دیکھیں کبھی بھی پانچ، دس منٹ سے زیادہ  
نہیں چلی ہے۔ اور آج ہماری اس بیلی گھنٹوں، پانچ گھنٹے، چار گھنٹے اتنے اجلاس چلتے رہے ہیں تو۔۔۔  
(مداخلت)۔ میں بول رہا ہوں۔ میں جواب دے رہا ہوں۔ اس کے بعد پھر point of order پر  
جائیں۔ میں جواب دے رہا ہوں rule اٹھائیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ آپکی مہربانی۔ مہربانی زیارت وال تشریف رکھیں۔ (اس موقع پر  
مائیک بند، شور۔) نوشیر وانی صاحب! آپ ذرا باری باری کر لیں۔ میرے خیال میں آپ ساری باتیں  
کر سکتے ہیں۔ (اس موقع پر مائیک بند، شور۔) نوشیر وانی صاحب! آپ ذرا مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔  
بی بی! آپ ذرا دیکھیں، آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔ آپ لوگ مہربانی کر کے، اگر آپ لوگ سب بولتے  
رہیں گے تو کوئی بھی نہیں سنے گا۔ آپ مہربانی کر کے خاموش رہیں۔ نصر اللہ زیرے صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔  
نشیر وانی صاحب بھی تشریف رکھیں۔ آپ میڈم تشریف رکھیں مہربانی۔ مہربانی تشریف رکھیں۔ (اس موقع پر  
مائیک بند، شور۔) آپ تشریف رکھیں نوشیر وانی صاحب! آپ تشریف رکھیں مہربانی۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): مائیک کھول دیں جناب چیئرمین جہاں تک زمرک صاحب کی  
بات کو point of order کا جواب اپنیکر دینے کے rules not at all یہ ہے، یہ پڑا ہے۔ جب وہ  
point of order اٹھائیں گے rules کے تحت وزیر اعلیٰ یا اُس کا سینئر منسٹر یا منسٹر اسکا ذمہ دار ہے کہ اسکا جواب  
دیں۔ اب خواجہ شور مچانے کی بات ہے۔ شور مچانے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا یہ شور مچانے والی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: مہربانی کر کے آپ بیٹھ جائیں آپ باری باری بات کریں بے شک۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): میں انکا جواب دونگا۔ میں ذمہ دار ہوں اسکا جواب دونگا۔ آپ  
point of order پر اٹھایا ہے۔ آپ نے پانچ سال، پانچ منٹ اس بیلی نہیں چلائی ہے۔ اور آپ بھی  
بات کرتے ہیں for sake (اس موقع پر مائیک بند، شور۔)

جناب چیئرمین: نوشیر وانی صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ (اس موقع پر مائیک بند، شور۔) نوشیر وانی  
صاحب اگر آپ نہیں بیٹھیں گے تو میں۔۔۔ آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں آپکی باری جب آئیں تو آپ

بات کریں۔ (اس موقع پر مائیک بند، شور۔) نہیں ایسے نہیں بولنے دونگا آپکو۔ آپ مہربانی کریں ذرا بیٹھ جائیں۔ میڈم آپ بھی بیٹھ جائیں۔ (اس موقع پر مائیک بند، شور۔) میڈم آپ بیٹھ جائیں please۔ (اس موقع پر مائیک بند، شور۔) نو شیر و انی صاحب، نصر اللہ صاحب اور لیاقت آغا صاحب آپ لوگ بیٹھ جائیں۔ (اس موقع پر مائیک بند، شور۔) آغا لیاقت! آپ بیٹھ جائیں please۔ زمرک خان! آپ بیٹھ جائیں۔ (اس موقع پر مائیک بند، شور۔) مولوی صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ (اس موقع پر مائیک بند، شور۔) حاجی مالک صاحب اور مولانا صاحب آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ میں adjourn کرتا ہوں اسکو۔ (اس موقع پر مائیک بند، شور۔) اگر حالات ایسی رہی تو میں اس اسمبلی کے اجلاس کو پدرہ مت کیلئے ملتوی کرتا ہوں۔ اور مہربانی کر کے آپ چلے جائیں۔ مہربانی۔ اجلاس کو 15 منٹ کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس 15 منٹ کیلئے ملتوی کیا گیا۔ اجلاس دوبارہ 12 بجکر 30 منٹ پر شروع ہوا)۔

جناب چیئرمین: **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**۔ سوالات نہیں ہونے کی بناء پر وقفہ سوالات مؤخر کیا جاتا ہے۔ سیکرٹری صاحب! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد عظیم داوی (سیکرٹری اسمبلی): مُفْتی گلاب خان صاحب اپنے حلقہ انتخاب کا دورہ کرنے کی وجہ سے تاختتم سیشن تمام اجلاسوں سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا درخواست منظور کی جائے؟۔ درخواست منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ذاتی مصروفیات کی بناء پر معصومہ حیات صاحبہ آج کے اجلاس سے شرکت کرنے سے قاصر ہونے کی وجہ سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا درخواست منظور کی جائے؟۔ درخواست منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عامر خان رند صاحب ذاتی مصروفیات کی وجہ سے آج کی اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں لہذا رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا درخواست منظور کی جائے؟۔ درخواست منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب صاحب الحمد بھوتانی صاحب نے آج کے اجلاس سے بھی مصروفیات کی وجہ سے رخصت کی منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا درخواست منظور کی جائے؟۔ درخواست منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** نواب ایاز خان صاحب صحیح مصروفیات کی وجہ سے آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کرنے کی بنا پر خصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا درخواست منظور کی جائے؟۔ درخواست منظور ہوئیں۔ میرے خیال میں ذرا جو تحریک التواء ہے، وہ ہے نہیں یہاں پر، تو میرا خیال میں اسکونہاں دیتے ہیں یہاں پر۔ اور اسکی وضاحت کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے اور میرے خیال میں اسکو ہم تحریک کو اگلے دن کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔ پیش نہیں ہو سکی۔ تو اس لیے چھوڑ دیتے ہیں اسکو۔ آگے جی۔

**ڈاکٹر حامد خان اچکزی:** جناب اپیکی<sup>point of order</sup>۔

**جناب چیئرمین:** ڈاکٹر صاحب! آپ بیٹھ جائیں ذرا مہربانی۔

**میر محمد عاصم کر ڈیلو:** جناب اپیکی<sup>point of order</sup>۔

**جناب چیئرمین:** جی۔

**میر محمد عاصم کر ڈیلو:** جناب اس ایک منٹ ہمارے اپوزیشن کے دوست گئے ہیں ایوان سے باہر، اگر تین، چار آدمی بھیج دیں انکو منا کر لائیں تو بہتر ہے۔

**جناب چیئرمین:** کیا ہوا ہے؟۔

**میر محمد عاصم کر ڈیلو:** جو ہمارے colleagues ہیں، گئے ہیں ناراض ہو کر، انکو تین چار اراکین کو بھیج دیں اُنکو لاٹیں تو بہتر ہے۔

**جناب چیئرمین:** کسی نے نہیں کہا کہ وہ ناراض ہو کر چلے گئے ہیں، وہ تو میرے خیال میں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** ناراضگی کی بنیاد پر نہیں گئے ہیں۔

**ڈاکٹر حامد خان اچکزی:** جناب اپیکر! بڑی مہربانی آپکی کہ آپ نے موقع دیا۔ ہماری اپنی روایات ہیں، پستون، بلوچ۔ اس اسمبلی کو بڑے احسن طریقے سے ہم سے پہلے جو تھے اسکو چلا�ا ہے۔ ہمیں بھی یہ اسی میں جناب اپیکر! ہمیں کم و پیش ہزاروں سال جیلوں کی قربانی، شہادتوں، کسی کے 10 سال، کسی کے 14 سال، خان شہید عبدالصمد خان اچکزی اور نواب عزیز مگسی کی لیڈر شپ میں اسکے بعد اسی میں اور شامل ہوتے رہے۔ ان

قربانیوں کے نتیجے میں ہمیں یہ اسی میں اس لیے نہیں ملی ہے جناب والا! کہ ہم یہاں آ کر ایک

دوسرے کی پڑھاچھاتے رہیں۔ ایک دوسرے کو بھرا بھلا کہیں۔ یہ تو ٹھیک ہے۔ مائیک پر کسی نے point of order پر بات کی۔ کوئی کیا کہہ رہا تھا، اس کا حق بتا ہے یا نہیں بتا ہے، وہ فیصلہ آپ نے کرنا ہوگا۔ لیکن جناب اسپیکر جب آپ نے اسمبلی کا اجلاس 15 منٹ کے لیے معطل کیا، تو یہ معزز رکن وہاں اٹھ کر کھڑے دروازے میں وہ گالیاں بھی بک رہا تھا، اٹھ سیدھے با تیس بھی کر رہا تھا۔ یہ اسمبلی کے کارروائی کے بعد یہ حق کس کو پہنچتا ہے۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں یہ تمام House سے کہ بھائی اسکا بڑا serious notice لینا چاہیے۔ یہ گالی گلوچ، کسی کو بے عزت کرنا، کسی کو روڈ کے سائیڈ کے جواب بالوش، جو بدمعاش ہوتے ہیں وہ طریقہ اسمبلی میں۔ یہ طریقہ اسی، انکی حکومت ہوتے ہوئے۔ انکی حکومت تھی۔ یہی حکومت جمیعت علمائے اسلام کے وہ وزیر صحت اور اس کے محمد اللہ اور فلا ناں نے جعفر خان مندو خیل کے ساتھ بھی کیا تھا۔ اُنکے notice نہیں لیا گیا، یہ اور بھی دلیر ہو گئے۔ کہ اسمبلی کی کارروائی نہ ہو، پھر بھی گالی گلوچ، نکلو فلا ناں یہ وہ۔ یہاں کوئی رات گزارنے نہیں آیا ہے۔ یہاں سب نکلیں گے گھر جائیں گے۔ جس نے جس نے نہ مٹا ہو، وہ اپنا وہ کر دیں۔ یہاں پر اسمبلی میں کھڑے ہو کر ہم پھر یہ warn کرتے ہیں، ہر اس بندے کو جس کے سر میں یہ جرا شیم ہیں۔ یہاں کوئی رات گزارنے نہیں آیا ہے۔ ہر ایک اپنے گھر جایگا پھر جس نے جو مرضی کرنا ہے کر دیں۔ لیکن اسمبلی میں نہیں۔ بڑی مہربانی۔

**جناب رحمت علی بلوچ:** sir ایک منٹ میں ذرا۔

**جناب چیئرمین:** جی رحمت صاحب۔

**جناب رحمت علی بلوچ:** آپ تو پورا تقریر کروں گے نا۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر صاحب۔

**جناب چیئرمین:** عبدالرحیم صاحب ایک منٹ جی رحمت صاحب۔

**جناب رحمت علی بلوچ:** پ تو conclude کر دیں گے۔ مختصر جناب اسپیکر! اس معزز ایوان کے سامنے

**جناب چیئرمین:** زیارت وال صاحب آپ ذرا تشریف رکھیں۔

**جناب رحمت علی بلوچ:** جو آج، آج جو یہ جو رو یہ یا آپس میں ایک، یہ ایوان کی ایک لقصس ہے۔ جس پر آج بہت دکھ اور افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے۔ کیونکہ بقدمتی سے جو Cabinet form delay نہیں ہو رہا ہے، ہو رہا ہے اس وجہ سے بہت سے لوگوں کو یہ موقع مل رہا ہے تقدیم برائے تقدیم یا خواہ مخواہ کے الزامات۔ جناب

اپنی بلوچستان کی اپنی روایات ہیں۔ پہلے ادوار میں بھی اس اسمبلی میں ہم رہے ہیں۔ ہم نے اپوزیشن بھی کیا ہے۔ لیکن اُس اقتدار کو بھی ہم نے پامال نہیں کیا ہے جو آج ہمارے اپوزیشن کے دوست کر رہے ہیں۔ انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ personal floor سے ہٹ کر بھی، اپنی کرسی سے ہٹ کر اس طرف کھڑے ہو کر دھمکیاں دینا۔ یہ ایک معزز رکن کو زیب نہیں دیتا ہے۔ کم از کم اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے جناب اپنی تقدیم تو بڑا آسان چیز ہے۔ سب سے زیادہ آسان جو چیز ہوتی ہے دنیا میں وہ تقدیم ہوتی ہے۔ لیکن اپنی اصلاح کرنا یا ایک انگلی آپ کی طرف اگر میں کروں تو باقی چار انگلی میری طرف ہیں۔ میری اوقات، میری حیثیت میری کردار میری سب کچھ کو وہ واضح کر رہا ہے کہ آپ اپنی گربیان میں جھانکیں۔ افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ عوامی نمائندہ ہوتے ہوئے سیاسی ورکری کا دعویٰ کرنے والے آج اگر یہ روئیہ اختیار کریں میرے خیال میں لوگوں کی کیا توقعات رہیں گے ہم پر۔ جن لوگوں نے ہم پر بھروسہ کر کے۔ جن لوگوں کی امیدیں ہم سے وابطہ ہیں، جس ادارے سے ہم لوگ یہاں پر Resolutions یا قانون سازی کرتے ہیں اپنے لوگوں کے مستقبل کے لیے، اپنے صوبے کے مستقبل کے لیے۔ انہیں لوگوں کی وجہ سے جو آج اقتدار انکے ہاتھ سے گیا ہے جو بے سروسامانی کے شکار ہیں۔ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ delay tactics کے طور پر، جن لوگوں نے اپنا منصب کردار ادا کر کے Cabinet بننے نہیں دیا ہے۔ اُن سے ہمیں کوئی دکھنیں ہیں۔ لیکن دکھ اس بات پر ہے کہ جن لوگوں نے اس صوبے کو ایک track سے ہٹا کر ایک اندھیری راستے میں ڈال دیا ہے۔ آج ہم لوگوں نے جو گورنمنٹ لی ہے Ruling Party سے ہوتے ہوئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ صوبے کو ایک track پر لا لیں۔ ایک ایسا policy دے دیں جو لوگوں کی futures، نامیدی کی شکار ہو گئی ہیں۔ لوگ غیر یقینی کے صورتحال کے شکار ہیں۔ ہمارے لوگوں کے مایوسی کو دیکھ کر یہ اس Civil War میں ہم لوگوں نے آ کر ایک لڑا۔ اور پورا ایک جنگ Civil War اپنایا۔ اس بات پر نہیں کہ یہاں پر معزز رکن گورنمنٹ کی توہین کریں یا اپنے رکنیت کی توہین کریں۔ انتہائی افسوس کے ساتھ میں آپ سے بحیثیت ایک آپ بیٹھے ہوئے ہیں، میں گزارش کرتا ہوں کہ ایسے رکن نے اپنے seat سے ہٹ کر Custodian کیا۔ اُسکے Rules of Business by-pass Assembly Floor کو معطل کریں۔ اس طرح نہیں کہ باہر سے لوگ ہم پر نہیں۔ عام مڈل کلاس طبقے سے لے کر تعلیمی تعلیم یافتہ طبقے سے محنت کش، مزدور تھام لوگوں کی ایک امید ہے۔ لیکن آج مذاق بن گیا ہے بلوچستان اسمبلی۔ اس بات پر

میں تمام اراکین سے۔ اس معزز ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ اپنے الفاظ کو اخلاق اور اخلاق کے دائرے میں رہتے ہوئے بیان کر سکتے ہو۔ آپ directly اٹھ کر الزامات۔ اگر الزامات پر ہم آجائیں جناب اسپیکر ہمیں بھی پتہ ہے کہ قبرستان کے پھروں پر بھی کرپشن ہوئی ہیں۔ مُردوں کے فن پر بھی کرپشن ہیں۔ یہ تمام ریکارڈ ہیں ہم لوگ زبانی نہیں کہہ رہے ہیں۔ جہاں پر پتواری اور قانون گواسودا لگتے تھے یہ ریکارڈ بھی ہمارے پاس ہیں۔ باقاعدہ video shorts بھی ہیں۔ لیکن دکھا اس بات پر ہوتا ہے کہ لوگ اپنی کمزوریوں کو چھپا کر، ایوان کی تقدس کو پامال کر رہے ہیں۔ انکو ایوان کی تقدس کا خیال رکھنا چاہیے زیادہ سے زیادہ۔ پھر لوگ جا کر ہم پر امید رکھیں گے کہ یہ ایک باعزت اور ایک معزز ایوان ہے جو لوگ کے مستقبل کا فیصلہ کر سکتا ہے انہیں الفاظ کے ساتھ جناب اسپیکر میں آپا شکر یہ ادا کرتا ہوں میں یہ امید کرتا ہوں کہ آپ نے ایک رو لنگ دینی ہے تمام لوگوں کو پابند کریں گے کہ ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں۔

**انجینئر زمرک خان:** جناب اسپیکر صاحب point of order پر بات کرنی ہے۔

**جناب چیئرمین:** ایک منٹ، ایک منٹ آپ تشریف رکھیں جی میڈم ذرا آپ بھی تشریف رکھیں میں ہینڈری مسح صاحب کا ایک وہ ہے کہ میں ہینڈری مسح صاحب سے ذراء کہوں کہ وہ مہربانی کر کے ذرا Floor سنبحال لیں۔

**جناب ہینڈری مسح بلوچ:** جناب اسپیکر! گزشتہ 30 دنوں سے بلوچستان یونیورسٹی کے ایمپلائز اکیڈمک کے ایسوی ایشن، ایڈنیشنری ایشن، ایسوی ایشن ایمپلائز ایسوی ایشن والے ہڑتال پر تھے انکی 26 تاریخ کو گورنر صاحب کے ساتھ بات چیت ہوئی ہے جسمیں گورنر صاحب نے انکے مطالبات کو حل کرنے کی یقین دہانی کی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے کل مجھ سے رابطہ کیا۔ صبح میں نے جا کر احتجاجی کیمپ پر اُنکے ساتھ اظہار یکجہتی کی۔ اور وہاں جوانا کا بھوک ہڑتالی کیمپ تھا وہ میں نے ختم کرائی۔ یہ اہم بات میں ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا۔ (اس موقع پر معزز ارکان اسمبلی نے ڈیک بجائے)۔

**انجینئر زمرک خان:** point of order ایک منٹ بولنے دیں سب نے کہا میں بھی اب بولوں گا۔

**جناب چیئرمین:** ایک چیز کہ میں آپ لوگوں سے request کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے مہربانی کر کے غیر پارلیمانی کوئی بھی ایسا لفظ استعمال نہیں کرنا ہے۔ پارلیمان کے تقدس کو بحال رکھنا ہے آپ لوگوں نے ایک ایسے مہذب معاشرے میں اسمبلی کے اُس تقدس کو بحال کرنا ہے جو آپ سے اُمید کی جا رہی ہے۔ تو

یہ ہے آپ لوگوں سے کہ آپ لوگوں نے مہربانی کر کے باری باری جو بھی رُکن بات کر یا مئیں اپنی request حتیٰ اوسع کوشش یہ کروں گا کہ اُسکوبات کرنے کا موقع دوں۔ اور آپ مہربانی کر کے اُس دائرے میں رہیں۔ مئیں ایک چیز سیکرٹری صاحب سے، آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ تمام غیر پاریمانی الفاظ جو ہوئے ہیں اُنکو ان سب کو حذف کر دیں۔ اور اب ہم اسی کو ایک طریقہ کار سے چلا دیں گے۔

اجینٹر زمرک خان۔ جناب اسپیکر صاحب! میں نے بات کرنی ہے۔ آپ نے پہلے بھی میری جگہ start میں کسی اور کو موقع دیا۔

جناب چیئرمین: جی جی۔

اجینٹر زمرک خان: جناب اسپیکر صاحب! ہم نے بھی پانچ سال اس گورنمنٹ میں گزارے ہیں ہم بھی اسمبلی کی روایات کو جانتے ہیں۔ اور ضابطہ اخلاق جانتے ہیں۔ ہم بھی ایسی بات نہیں کریں گے جس سے ہمارے کسی دوست کا دل ڈکھ جائے۔ start میں جب اجلاس شروع ہوا میں نے آپ سے کارروائی کے بارے میں بات کی کہ یہ کارروائی ہے کچھ نہیں ہے۔ آپ ہمیں بتا دیں۔ سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں سب بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ بھی بتا دیتے تو سب سے بہتر ہوتا۔ کہ آپ جس طرح سے کارروائی چلاتے ہیں جو آپ کا طریقہ کار تھا وہ ہمیں آپ سمجھادیتے جو اسمبلی کی کارروائی ہے۔ اگر میں خود سوال کروں اور جواب بھی میں خود دے دوں تو یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ پھر جو یہاں پر ہمارے ساتھ ہوا ہے۔ ابھی بھی مجھ سے پہلے میرے دوست نے بات کی دوستوں نے یہاں پر کہ رحمت صاحب نے بھی ایک وقت میں اپوزیشن میں رہتے ہوئے اپنی قمیض بھی نکال کر احتجاج کیا۔ رحمت صاحب! اسی طرح ہے نا۔ ہاں بالکل قمیض نکال کے احتجاج کیا ہوا ہے۔ ہم بھی حق رکھتے ہیں احتجاج کرنے کا۔ ہم، جو ہمارے ساتھ کوئی گالی مجھے نہیں دے انشاء اللہ ایسا وقت نہیں آیا گا کہ ہم کسی کو گالی دے دیں۔ ہمیں، ہماری پشتون بلوج روایات ہیں، ہم اپنی روایات کے مطابق چلتے ہیں۔ اس اسمبلی کو چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اتنا حق رکھتے ہیں کہ ہم اپنی بات کریں۔ یہاں تک کہ لوگ مجھ سے لڑنے کیلئے آئے آپ نے دیکھا نہیں؟۔ دیکھو! میں اس معاشرے کا رہنے والا ہوں میں کوئی مہاجر نہیں ہوں کہ ہندوستان سے ہجرت کر کے یہاں پہنچا ہوں۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ وہ بھی ادھری کے رہنے والے ہیں۔ ایک قوم، ایک زبان، ایک ہی پشتون قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ کوئی باہر سے نہیں آیا ہوا ہے۔ لیکن میرے خلاف جب میں نے واک آؤٹ کیا میں نے کچھ نہیں کہا ہے۔ ہم نے واک آؤٹ کر کے، پیچھے جو ہماری

آوازیں لگائی گئیں۔ یہ کوئی طریقہ ہے اس اسمبلی کا؟۔ ثبوت کر کے لے آئیں ہم ہر سڑا کیلئے تیار ہیں۔ یہ کوئی ایسی نہیں ہے کہ جو گالیاں ہمیں دی گئی ہیں جو طریقہ کارہمارے ساتھ ہوا ہے یہ سارے بیٹھے ہوئے ہیں کہ پھر ہم بھی حق رکھتے ہیں کہ انکا کوئی جواب دینے کا یا نہیں رکھتے ہیں؟۔ میں نے اپنی بات کی اور اُس بات کے مطابق۔ اگر یہ کہتے ہیں ”کہ آپ بات ہی نہیں کریں“ تو ہم چلے جاتے ہیں۔ آپ لوگ اسمبلی چلائیں پیش آپ لوگ جس طریقے سے چلاتے ہو ہم پھر باہر بیٹھتے ہیں ہماری کوئی حق نہیں ہے ہم اگر elected members نہیں ہیں۔ یا ہماری اپوزیشن کے جو لوگ بیٹھے ہیں انکا کوئی حق نہیں ہے بولنے کا۔ لیکن گالی خدا کیلئے نہیں دیں۔ دیکھو! بے عذتی نہیں کریں ہماری۔ ہم بھی حق رکھتے ہیں ہم بھی ایک زبان استعمال کر سکتے ہیں۔ ہم نے اگر کیا ہے ہم نے اگر کچھ کہا ہے تو وہ بعد میں کہا ہے۔ اس روئے کے، یہ روئیہ جو آج ہمارے ساتھ اسمبلی میں ہوا ہے جو طریقہ کار آج ہمارے ساتھ ہوا ہے جو روئیہ ہمارے ساتھ کیا گیا ہے جو اڑائی جھگڑے گالی چورڈا کو سارے الفاظ ہمارے ساتھ استعمال ہوا ہے اسکے خلاف ہم اس روئیہ کے خلاف ہم اس اسمبلی سے آج واک آؤٹ کرتے ہیں۔ آپ لوگ چلائیں جس طرح صحیح چلا سکتے ہیں چلائیں آپکی بڑی مہربانی۔

**جناب چیریمن:** آپ بیٹھ جائیں زمرک خان صاحب! میرے خیال میں زمرک خان صاحب آپ لوگ بیٹھ جائیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** point of order  
جناب اسپیکر! جناب اسپیکر!  
پہلی بات جو میں آپکے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب چیریمن:** میرے خیال میں میں آپ لوگوں سے ذرا request کروں گا کہ آپ لوگوں میں سے کچھ لوگ گیلو صاحب، اور دیگر ساتھیوں کو منا کر کے لے آئیں۔ حاجی عبدالسلام صاحب، گیلو صاحب، ولدہ آپ خالد صاحب انکوڈ رامنا کر کے لے آئیں۔ میرے خیال میں ایک چیری، میں آپ کے کہنے سے پہلے ایک چیز گزارش یہ کر رہا ہوں کہ جو بھی بتیں ہوئی ہیں برداشت کا اتنا مادہ ہونا چاہیے کہ ہم لوگ ایک دوسرے کی بات سُن سکیں۔ آپ لوگوں سے request یہ ہے کہ جو بھی بتیں آپ لوگوں نے کرنی ہیں آپ مہربانی کر کے اس انداز سے کریں کہ ایک دوسرے کی دل آزاری نہیں ہو اور جو بیٹھنے والے ہیں انکو محضوں نہیں ہو کہ آپ لوگوں نے یہ الفاظ غیر پاریمانی طور پر استعمال کیتے ہیں۔ شکریہ۔ جی زیارتوال صاحب۔

**جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر! یا ایوان ہے ہمارے صوبے کے منتخب لوگوں کا،

اور اُسمیں ایسی بات نہیں کر سکتے۔ بات یہ ہے کہ جہاں سے بات چل تھی وہ یہ ہیں جناب اپیکر! کہ ہم نے Bill جمع کروایا تھا۔ جان بوجھ کے اُسکو واپس کیا گیا۔ آج وہ Table نہیں ہے۔ دوسری بات جہاں تک وقفہ سوالات کا تعلق تھا سوالات ٹریشری پیپر کے نہیں بلکہ اپوزیشن پیپر نے کرنے ہوتے ہیں اُنکے سوالات آتے ہیں۔ پھر اُسکے بعد دوسری کارروائیاں ہوتی ہیں۔ اُنکی طرف سے جب نہیں تھے وہ بھی نہیں تھا۔ جناب اپیکر! میں یہاں آپ کے سامنے جو بات رکھ رہا ہوں میں نے پہلی بات یہ کی کہ "point of order"۔ جناب point of order کیا ہوتا ہے؟۔ اُسمیں کیا کیا جاتا ہے؟۔ اُسمیں کس حد تک اُس دن بھی میں نے یہاں کہا کہ نکتہ اعتراض کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ساری اسیلی اُس پر تقریر شروع کر دیں۔ نکتہ اعتراض جو بھی اُٹھاتا ہے relevant point سے ہو گا۔ اور اپیکر اُسکو دیکھ کر اگر وہ اُسکی وضاحت ضروری سمجھے تو ٹریشری پیپر میں سے کسی سے کہا جائیگا کہ نکتہ اعتراض کی جواب جائیگا اور اگر وہ اُسکی وضاحت ضروری سمجھے تو ٹریشری پیپر میں سے کسی سے کہا جائیگا کہ نکتہ اعتراض اُٹھایا جاتا ہے اُس آپ دے دیں۔ یہ ہے طریقہ کار۔ ہمارے ہاں کیا ہوتا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب نکتہ اعتراض اُٹھایا جاتا ہے اُس نکتہ اعتراض کو نہ مٹایا جاتا ہے۔ پھر دوسرا اُٹھ کے نکتہ اعتراض اُٹھاتا ہے۔ اب مجھے مشکل یہ پڑ رہی ہے کہ یہ جو rules یہ ہے ہر روز جو بھی نکتہ آتا ہے۔ اُس سے پہلے rules پڑھا کے اُنکو سب کے سامنے رکھیں پھر بات ہو۔ اور اگر یہ ہم سب پڑھ لیتے تو ہم سب قاعدے کے مطابق چلتے۔ نکتہ اعتراض کا حق ہے اسیلی rules کو follow کرتے ہوئے جو چیزیں لاتے ہیں اُسکے مطابق حق ہے۔ لیکن جناب اپیکر! اس اجلاس میں بھی پچھلے اجلاس میں بھی قائد ایوان نے اپیکر کے سامنے کہا کہ آپ اسیلی کو rules قاعدے کے برخلاف چلانے کی اُسمیں مصروف ہوا پناہی طریقہ بدلتے ہو۔ یا پھر ہم مجبور ہوں گے کہ پھر آپ کو اس seat پر رہنے نہیں دیں گے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے ہم اسلئے نہیں کہہ رہے ہیں کہ جو rules آپ کے پاس ہیں اس کے تحت جو چیز آ سکتی ہے اُسکو آنا چاہیے اب آپ کے پاس یہ rules ہیں۔ اور واقعیًا صوبے میں بہت بڑا واقعہ ہوا ہے اور اُس واقعے کے حوالے سے تحریک التوا آئی ہے۔ اب تحریک التوا کے rules آپ پڑھیں۔ 17 تاریخ کا واقعہ ہے ڈاکٹر مناف ترین ان غواہوں ہے 24 تاریخ کو ہماری اجلاس ہے۔ تحریک التوانہیں آئی ہے۔ پھر اُسکے بعد جو اجلاس چلے ہیں ڈاکٹر مناف کے حوالے سے جلوس یہاں آیا تھا احتجاج کرنے والے باہر تھے۔ پھر ہم گئے پھر اُنکے ساتھ مذاکرات ہوئے پھر وہاں پر تقریریں کیں۔ گورنمنٹ، ٹریشری پیپر اور اپوزیشن کے سارے دوست تھے۔ پھر وہاں پرانکو کہا۔ اُنکی کمیٹی اندر آئی۔ پھر اپیکر کے چیمبر میں اُنکے ساتھ میئنگ ہوئی جو کچھ طے

ہوا اُس پر ہم عملدرآمد کر رہے ہیں۔ آج تحریک التوا ہے۔ اور یہ تحریک التوا 25 تاریخ کا جمع ہے۔ 24 کو نہیں ہے۔ 17 سے 24 تک اجلاس ایک ہو چکا ہے۔ تو میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ یہ چیزیں ہماری ہیں۔ یہ صوبہ اُنکے لوگ یہ اُنکے ساتھ ہو رہے ہیں۔ ہم سنتی شہرت کیلئے اور rules کو پامال کرتے ہوئے یہاں پر ہم یہاں اس وقت کھڑے ہیں یہاں پر یہ چیزیں خود ان لوگوں کے ہاتھوں پامال ہیں جو اس اسٹبلی کے ملازم ہیں۔ جو اس اسٹبلی کو چلانے والے ہیں ایک معنی میں۔ اُسکا جو اسٹیکر ہے۔ تو جناب اسٹیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چیزیں۔ ہماری جو عملہ ہے ہم انکو مزید کچھ نہیں کہتے۔ کہ جو بھی چیز آتی ہے قاعدے کے مطابق ہوں۔ جب قاعدے کے مطابق ہو جائے گی۔ نہ مجھے نہ آپکو نہ کسی اور کوہ کرنا پڑے گا۔ اب ہم Bill وہاں سے اٹھا کے لے آئے ہیں۔ بہت اہم بھی ہے۔ لیکن وہ Bill انہوں نے آج پیش نہیں کیا۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کوئی ایسی کارروائی ہو رہی ہے۔ یہ Judicial Academy کی Bill ہے۔ ایسی کارروائی ہو رہی ہیں کہ خواہ مخواہ کی ہم ایک ایسی awkward position میں چلے جائیں کہ یہ کارروائی ٹھیک طریقے سے نہ چل سکے۔ تو جناب اسٹیکر! میں پھر یہ گزارش کرتا ہوں اگر آپ کہتے ہیں میں ابھی آپکو پڑھ کے سناتا ہوں اور سب سناتا ہوں اور اگر آپ کہتے ہیں کہ relevant کلنٹ آپکو سنا دیتا ہوں اور وہ ہے۔ آپکے نکتہ اعتراض پر فیصلہ۔ آپکے rules کی دفعہ 201 ہے اور اسکا Subtitle 5۔ کسی نکتہ اعتراض پر کسی بحث کی اجازت نہیں ہوگی۔ لیکن اسٹیکر اگر مناسب سمجھے تو اپنا فیصلہ سنانے سے پہلے اراکین کو اٹھا رکھیاں کیلئے کہہ سکتا ہے۔ آپکی طرف سے نہیں کہا گیا ہوتا ہے لیکن بحث شروع ہو جاتی ہے۔ اور باقی چیزیں میں پہلے بھی آپکو بتا جکا ہوں۔ تو اس طریقے سے جناب اسٹیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ کہتے ہیں کہ ہمیں کہنے نہیں دیتے۔ not یا اسٹبلی پانچ سال پانچ منٹ سے زیادہ نہیں چلی ہے۔ جس کا المبااجلاس ہوا ہے وہ آدھا گھنٹہ ہے۔ پانچ منٹ دس منٹ میں ختم ہوا ہے۔ اب ہم اسٹبلی کو چلا رہے ہیں اور سن رہے ہیں۔ لیکن جب اپنا نکتہ اعتراض یہاں پرانہوں نے سنایا اور واک آؤٹ کر گئے۔ جب آپ نے نکتہ اعتراض اٹھایا تو اُسکے بعد یا آپکی طرف سے ruling یا ہمیں اُسکی وضاحت کیلئے۔ اگر آپ کہتے تو یہ ٹھیک ہوتا۔ اپنی بات کہہ کے پھر چلے جاتے ہیں واک آؤٹ کرتے ہیں۔ ایک تو یہ طریقہ اس طریقے سے نہیں ہے۔ اس طریقے سے نہیں ہوا کرتا ہے۔ جو نکتہ آپ رکھتے ہیں اگلے سے اُسکا جواب سُن لیں۔ جب وہ خود نکتہ اعتراض پر بات کر رہا تھا۔ کسی نے کچھ بھی نہیں کہا ہے۔ اب جب میں جواب کیلئے اٹھا تو اُس نے نہیں چھوڑا۔ تو جناب اسٹیکر!

میں ایک مرتبہ نہیں وس مرتبہ اٹھا ہوں پھر آپ نے خاتون کو فلور دیا۔ جبکہ اُسکی وہ وہ نہیں ہو سکتی تھی۔ اور وہ خاتون جس چیز کے بارے میں کہہ رہی تھی اُسکو اسکے بارے میں تحریک التوا لانا چاہئے تھا۔ بہترین تحریک التوا بن سکتا تھا۔ مہنگائی آگئی ہے فلاں ہے فلاں ہے۔ اب وہ تو لا تی نہیں۔ قرارداد کی شکل میں وہ لے آتے لیکن وہ بھی نہیں لے آتے ہیں۔ اب نکتہ اعتراض پر وہ کہتی ہیں کہ مرکزی حکومت کو جوابدہ کریں۔ تو یہ اگر آپ rules کو پڑھیں گے تو relevancy ملے گی۔ یہ بات درست ہے ہمارے عوام یہ face کر رہے ہیں لیکن قاعدے کے مطابق اگر لے آئیں گے تو اس پر بات ہو سکتی ہے لیکن قاعدے کے تحت وہ اسکولاٹے نہیں ہیں تو جناب اسپیکر آج کے اسمبلی کی جو کارروائی تھی اور سمیں گورنمنٹ کی جانب سے جواہر لالہ تھا وہ Bill نہیں۔ جوڈیش اکیڈمی کا Bill تھا وہ انہوں نے خود واپس کر دیا ہے یہاں سے دفتر سے واپس ہوا ہے۔ اور آئندہ کیلئے ٹریشوری پیچھر کی جانب سے یہاں کارروائی ہو گی ابھنڈا ہوا اور برداشت کی روایات کے تحت ہم دوستوں کو برداشت بھی کریں گے لیکن صرف اب تک جو ہمارے اور انکے درمیان جھگڑا ہے وہ صرف اس بات پر ہوا ہے کہ ایک چیز قاعدے کے مطابق نہیں ہے۔ اس پر پھر شور اٹھاتے ہیں کہ فرق کیا پڑتا ہے میں آپ چھوڑ دیں۔ میں صرف اتنا کہتا ہوں کہ قاعدے کے مطابق اٹھائیں اور خود آپ کو قاعدے کا پتہ ہو اور اس پر آپ ہمیں ٹریشوری پیچھو کو پکڑیں۔ آپ یہاں پر جو بھی ہو گا آپ منصف کی حیثیت سے وہ اپنا فیصلہ دے دیں۔ یہ ہے کارروائی یہ ہے اُسکا طریقہ کار۔ اور اسکے مطابق ہم چلیں گے اسکے مطابق ہم جائیں گے اسکے مطابق ہم کریں گے۔ جوابدہ کا system ہیں ہم حاضر ہیں جوابدہ کیلئے۔ لیکن جو کچھ ہوا ہے ہوتا چلا آیا ہے۔ ہم ایسے لوگ ہیں کہ کسی پر کچھ نہیں اچھاتے ہیں۔ ورنہ پچھلی گورنمنٹ پوری دنیا میں پورے پاکستان میں پورے ملک میں آپ سپریم کورٹ کی حد تک ہائی کورٹ کی حد تک کہ گورنمنٹ نہیں تھی تو ٹخانہ تھا۔ اور آج ایک شریفانہ جمہوری ذمہ دار اور عوام کو response کرنے والی حکومت ہے۔ مشکلات تو آتے ہیں زلزلہ ہوا ہے اب زلزلہ یہاں بیٹھ کے ہم انداز نہیں کر سکتے ہیں۔ وہاں کے جو رہنے والے ہیں وہ انکو بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں کہ کس قسم کا علاقہ ہے کس قسم کے مشکلات ہیں۔ اور کس لیئے وزیر اعلیٰ وہاں بیٹھا ہے اور وہاں پر کیا کچھ ہورتا ہے۔ میں تو خود گیا تھا جناب اسپیکر میں نے اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا ہے۔ تو جناب اسپیکر اس صورتحال میں جو ہمیں مشکلات ہیں ان مشکلات کے ہوتے ہوئے جناب اسپیکر ہم ذمہ داری سے response کر رہے ہیں ذمہ داری سے سب کچھ کوٹھیک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ماضی کی جو بگاڑا تی ہے ایک رات میں

ٹھیک نہیں ہو سکتی لیکن ہم اعلانیہ کہتے ہیں کہ آج کے بعد ہمارے آفیسر ان صاحبان ہمارے وزراء صاحبان، جو کہ بینٹ ہماری بنے گی۔ ہم عوام کیلئے جوابدہ ہیں۔ اور ایسی کارکردگی دکھائیں گے کہ کوئی اُس پر انگلی نہ اٹھا سکے گی۔ اور تمام چیزیں شفافیت سے ہوں گی۔ تمام چیزیں میراث پر ہوگی۔ اور کوشش کریں گے کہ جو بات میں کر رہا ہوں implementation میں اسیں خامیاں ہو جاتی ہیں اسیں کمیاں آ جاتی ہیں کیونکہ ہم ایک ایسے معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں کہ بعض چیزوں پر ایک دوسرے کو پھر متاثر بھی کرتے ہیں۔ لیکن کوشش کریں گے کہ واقعتاً ہماری اسمبلی ایک اچھی اسمبلی ہو۔ ٹریئری پیپر ذمہ داری سے اپنی ڈیوٹی اپنا فریضہ بھائے گی اور اپوزیشن کے دوستوں کو ہمارے کاموں پر جو تقدیم ہوگا ہم اُسکو برداشت کریں گے مثبت تقدیم کو تعمیری تقدیم کو اور ذاتیات پر وہ نہ ہوں ایسی تقدیم۔ بالکل قابل برداشت ہے بالکل برداشت کریں گے بالکل اُسکو ذمہ داری سے انکا جواب دیں گے۔ جو بھی ہوا۔ غیر پارلیمانی، اسمبلی law، rules اور آئین کے برخلاف نہ کسی کو کہیں گے نہ کسی کو تاثر لیں گے نہ کسی کے خلاف ایسی چیز ہوگی۔ تو جناب اسپیکر! میری یہ گزارشات تھیں۔ اب چونکہ مزید کارروائی نہیں ہے۔ وہ دوست آئے نہیں ہیں۔ تو ابھی آپ کیا کریں گے مزید؟۔

**جناب چیئرمین:** میرے خیال میں اسی موضوع پر اگر آپ کہنا چاہتی ہیں تو ضرور کہیں۔ اور تحریک التواء کے حوالے سے پھر بات کرتے ہیں۔

**محترمہ یا سمین بی بی الہڑی:** جو ابھی جو situation گزری ہے جس طرح سے یہاں پر اسمبلی ایک مچھلی بازار کی کیفیت پیش کر رہا تھا اُس پر یہ ہے کہ being a Parliamentarian مجھے ذاتی طور پر بہت زیادہ افسوس اور دُکھ پہنچا ہے۔ میں expect نہیں کر رہی تھی کہ ایک جو ہے وہ میں سمجھتی ہوں کہ ایک پڑھی لکھی اسمبلی ہے انکو اس طرح سے behave کرنا چاہیے غیر پارلیمانی جو ہے وہ جو لمحہ ہے یا الفاظ ہیں وہ استعمال کرنا اور وہ بھی یہاں پر ظاہر ہے، ہم مائیں نہیں بھی بیٹھی ہوئی ہیں۔ تو یہ چیزیں جو ہے میرے خیال میں ایک اچھی روایات یا ایک اچھا indicator ہیں۔ اب صرف جب ہم مختلف اسمبلیوں کو media کے through کیختے رہے ہیں کہ جی ہاتھا پائی بھی ہوئی ہے ایک دوسرے کو مارنے کیلئے بھی لوگ کھڑے ہوئے ہیں۔ غیر پارلیمانی الفاظ بھی استعمال ہوتے رہے ہیں۔ لیکن ہم فخر کرتے تھے کہ بلوچستان اسمبلی اور بلوچستان کے لوگ اتنے مہذب ہیں کہ آج تک جو ہے وہ کم از کم ہمارے اس دور میں کوئی اس طرح کا جو واقعہ ہے یا situation ہے اُسکا سامنا ہم نہیں کیا۔ آج جو ہے میرے خیال میں وہ فخر بھی، مجھے اپنا

ٹوٹا ہوا نظر آیا یہاں جس پر کہ ہم فخر کرتے تھے۔ تو ہمیں، پورے وہ مہذب اداکین کی طرح جو ہے وہ behave کرنی چاہیے۔ یہاں پر جس طرح سے، مجھے یہ لگ رہا ہے کہ جیسے اسمبلی کے ممبران جو ہمارے ایسے دوست کچھ ہیں وہ صرف اخبار کی سُرخی بننے کیلئے ایسے چڑکلے چھوڑ دیتے ہیں جو کہ نہیں کرنی چاہیے۔ یہ اسمبلی ہے یہاں پر مطلب ہم جذباتی نظرے یا تقریریوں کیلئے نہیں آئے ہیں۔ کہ بھتی ہم جو ہے دو چار لوگوں کے یہاں پر جو ہمارے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں اُنکے دل جیت لیں یا اخبار میں جو ہے کل ہماری تصور لکھے یا اُنمیں جو ہے کچھ الفاظ ایسے آئیں۔ یہ جلسہ نہیں ہے جسے گاہ نہیں ہے یہاں پر جو ہے جو بھتی بات بندہ کرے اُس بات کی بندہ مان بھی رکھیں۔ اُسکی پاسداری بھی کریں۔ اور جو بول رہا ہے اُسکا background بھی clear ہوں کہ کس background کے ساتھ کہ وہ الفاظ ادا کر رہا ہے۔ تب ہم میرے خیال میں یہاں کے عوام کا جونو شیر و انی صاحب رونارور ہے تھے کہ عوام کے ساتھ زیادتی ہے ظلم ہے۔ میں اُن سے صرف یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں۔ میں bias یا جو ہے مطلب مخالفت برائے مخالفت کی بات نہیں کر رہی ہوں۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ یہاں پر ابھی جو بھتی کے لوگوں کے دل جنتے والے الفاظ۔ جس سے لوگوں کے دل نہیں جنتے جا سکتے۔ کیونکہ لوگوں نے اُنکی اُنکا جو وہاں پر پچھلا دس سالہ حکومت میں جو role رہا ہے جس طریقے سے کرپشن اپنے گروج کو پہنچی ہے جس طرح سے لوگوں نے rights violate ہوئے ہیں وہ سب کے سامنے ہیں۔ اب یہاں پر آ کے game number کرنے کیلئے کہ جی عوام کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے زیادتی ہو رہا ہے۔ میں یہ سوال کرنا چاہتی ہوں کہ کیا ظلم اور زیادتی صرف transaction سے جو ہے نہ تھی کر لیتا ہے۔ کہ اتنے پیسے آئے اتنے گے اتنا بجٹ ہم نے استعمال کیا۔ صرف اسکو وہ ظلم اور زیادتی کہتے ہیں۔ تو یہ میرے خیال میں indicator ہے کہ پچھلے دس سال میں جو کرپشن ہوئی ہے وہ صرف پیسوں پر کھلتے رہے ہیں۔ ابھی جو ہے مطلب ہماری جو حکومت ہے صرف ہمارا یہ نہیں ہے کہ کتنے بجٹ آیا کتنے use ہوئے۔ بلکہ ہم system development پر کام کر رہے ہیں۔ تو خدار! جو چیزیں ہیں جو positive چیزیں ہیں جس پر ہے کہ ابھی تک ہم نے کام کیا ہے۔ آج بلوچستان میں آپ دیکھ لیں یہ میں آپ کو بتاؤں کہ جو political situation ہے جس طرح سے ہماری جو ہے coalition government نے اُس burning issues کو overcome کیا ہے۔ جو یہاں پر بلوچستان میں مسخ شدہ لاشوں کا یا یہاں پر جو ہے وہ missing persons کا issue ہے آج آپ جا کے دیکھ

لیں data دیکھ لیں اعداد و شمار دیکھ لیں کہ ہماری حکومت نے جو ہے وہ کتنا زیادہ پُر اثر dialogue کے ذریعے اس issue کو overcome کیا ہے۔ یہ بات انکو نظر نہیں آتی۔ یہ positive angle جو ہے وہ بیان کیوں نہیں کرتے ہیں؟۔ کہ آج جو ہے اگر پنجاب کا وزیر اعلیٰ صاحب جا کے وہاں آواران میں بیٹھ کے اور پنجاب کا جو عوام ہے وہ کروڑوں روپے کا اعلان کرتی ہے تو یہ سارا جو ہے وہ راتوں رات نہیں ہوا ہے۔ یہ ہمارے dialogue کے ذریعے سے ہوا ہے۔ تو میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ آج تک جو ایک خلاء تھا جو ایک gap تھا ایک دوری تھی اس دوری کو ہم کم کر رہے ہیں۔ آج بلوچستان کے عوام کو ہم دوسرا پاکستان کے عوام کے ساتھ mainstream کر رہے ہیں یہ تو انکو positive نظر نہیں آتا ہے۔ آج جو ہمارے صوبے کے ادارے جو development collapse تھے وہ برباد تھے۔ ہم institution development کرنا چاہ رہے ہیں۔ یہ انکو نظر نہیں آتا۔ آج آپ جا کے دیکھ لیں کہ جو absenteeism اپنے گروہن پر تھی لوگ گھروں میں بیٹھ کے تھوا ہیں لیتے تھے آج آپ جا کے دیکھ لیں ٹھپڑا پنی ڈیوٹیوں پر ہیں۔ ہپتا لوں میں ڈاکٹر زاپنی ڈیوٹیوں پر ہیں۔ آپ سیکرٹریٹ میں جا کے دیکھ لیں کہ کتنا زیادہ improvements ہے۔ لوگ جا کے اپنی ڈیوٹیوں پر بروقت آکے حاضری دیتے ہیں۔ تو یہ جو institutions developments پر کام کر رہے ہیں یہ انکو نظر نہیں آتے ہیں۔ بلوچستان کی تاریخ میں جو ہم نے جتنی stragy Balochistan Comprehensive Development پڑھیں ہے۔ یہ Strategy develop کی ہے وہ positive چیزیں انکو نظر نہیں آتی ہیں جس میں کہ ہم نے اپنے goals set کیئے ہیں کہ ایجوکیشن اور ہیلتھ کو ہم کہاں لے جانا چاہ رہے ہیں۔ یہ وزگاری کو ہم کیسے کم کرنے کی strategy ہے۔ ازر جی بحران کو ہم کس طرح سے overcome کریں گے۔ یہ positive چیزیں انکو نظر نہیں آتی ہیں۔ گھما پھرا کے کہ جی مطلب بجٹ استعمال نہیں ہو رہا ہے یہ کہتے ہیں۔ ارے بھئی! بجٹ بھی استعمال ہوگا آپ لا کیں اپنے requirements لا کیں۔ ہم آپ کو پیسے دے دیں گے۔ مسئلہ نہیں ہے۔ پہلے systems، policies کو improve کریں نا۔ ایک بات۔ دوسرا یہ کہ۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ منقص کریں۔

محترمہ یا سمیں بی بی لہڑی: اسپیکر صاحب! اگر آپ مجھے موقع دیں گے تو ٹھیک ہے otherwise میرا دوسرا جو ہے۔ بہن نے بات کی ہے شاہدہ صاحبہ نے۔ اُنمیں یہ ہے کہ میں یہ کہتی ہوں کہ مطلب یہ تو ہمیں

نظر آیا کہ بھئی آج اخبار پڑھ کے کہ جی بہت بڑے مسئلے کا پھاڑک پڑا ہے کہ ایک طرف جو ہے ہماری ڈیزیل کی قیمتیں زیادہ ہوئی ہیں اور دوسری طرف بھارت سے انڈیا سے compare کرتا ہے کہ جی وہاں پر ڈیزیل کی قیمتیں کم ہوئی ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ superficially چیزوں کو نہیں لینا چاہئے اگر آپ چیزوں کو compare کرنا چاہتی ہیں تو آپ باقی جو constraints ہیں آپ انہیں بھی compare کریں۔ مطلب آپ جو ہے یہ ٹھیک ہے کہ یہ تو ایک انٹرنشنل وہ ہے مارکیٹ کا اُتار چڑھا وہ ہے۔ اسیں ظاہر ہے جناب حالات جب آپ کے ٹھیک نہیں ہونگے جو investors ہیں وہ یہاں پر آکے invest کریں گے آپ کو currency down ہو گی اُسکے نتیجے میں چیزوں کی قیمتیں اُپر نیچے جائیں گی۔ اگر آپ اپنے آپ کو compare کرنا چاہتے ہیں انڈیا کے ساتھ تو باقی جو positive چیزیں ہیں وہاں پر جو ہے مطلب بہترین جمہوری نظام ہے۔ آپ وہ نظام یہاں پر لیکر کے آجائیں۔ وہاں پر آئیں اور قانون کی بالادستی ہے۔ یہاں پر آپ قانون کی بالادستی لے کر کے آجائیں۔ وہاں پر لوگوں کو آسان انصاف کا نظام فراہم ہے یہاں پر لے کر کے آئیں۔ آپ جا کے صرف کہ ڈیزیل کی قیمت سے وہ کرتے ہیں کہ بھئی یہاں پر تو لوگ stressful ہیں۔ وہاں پر لوگوں کو relief مل رہا ہے۔ آپ ہمسایہ ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر کریں۔ آپ اپنی strategy develop کریں۔ level policy پر کام کریں۔ صرف وہاں کی ایک چھوٹی بات سے اپنے کو compare کرتے ہیں۔ کہ ڈیزیل کی قیمتیں ادھر بڑھ گئی ہیں اُدھر کم ہو گئی ہیں۔ آسمان گر گیا ہے۔ شکر یہ جی۔

جناب چیئرمین: Thank you Madam. میرے خیال میں مختصر کریں جتنا بھی مختصر ہو سکے آپ ذرا کر دیں۔ جی اب مولانا عبدالواسع صاحب، عبدالمالک کا کڑ اور ارائیں اسمبلی سے کوئی ایک اپنی تحریک التوا نمبر پیش کریں گے۔ لیکن وہ پونکہ موجود نہیں ہیں۔ اور میرے پاس Chit بھی آیا ہے ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کا کہ یہ اب چونکہ مولانا عبدالواسع صاحب اور گل محمد ڈمٹر صاحب موجود نہیں ہیں اسلئے اس تحریک نمبر 4 کو بعد میں پیش کیا جائے۔ تو ہمارے پاس میرے خیال میں اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم اسکو بعد میں پیش کر سکیں نمبر ایک اور یہ کہ rule کے تحت یہ already، 17 تاریخ کا واقعہ ہے اور 24 کو اس پر بحث ہو چکی ہے تو اسکو اب میرے خیال میں اب پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے آج اسکے بعد اسکو کسی اور وقت پیش کرتے ہیں۔

میراٹھار حسین کھوسہ: جناب اپسیکر۔

جناب چیئرمین: جی۔

میر اطہار حسین کھوسہ: جناب اسپیکر! کل وہاں اوج پاور پلانٹ میں دوسو مزدوروں کو protest کرنے پرانگوں کال دیا گیا اوج پاور سے۔ اور وہاں پر باہر کے، سندھ کے مزدوروں کو ملی بھگت سے وہاں کے M.D. کی، انکو وہاں پر adjust کیا گیا۔ جس میں 10 مزدوروں پر F.I.R. lodge کی گئی۔ اور انہیں مارا پیٹا گیا۔ میں اس بیل کے فلور پر آپ کے توسط سے کہتا ہوں کہ ان پر F.I.R. و اپس کی جائے اور وہاں کے انتظامیہ کو پابند کیا جائے کہ وہ سندھ کے مزدوروں کو یا پنجاب کے مزدوروں کو وہاں سے انکی ملی بھگت سے انکو labour first and second phase اوج دونوں میں ایک ہزار کے قریب ہیں وہ باہر سے لائے گئے ہیں جو ان مزدوروں کو بھرتی کیتے جا رہے ہیں تو مہربانی کر کے وہاں کے لوکل ڈیرہ مراد جمالی، جعفر آباد اور صحبت پور کے مزدوروں کو بھرتی کیا جائے اور وہاں کے لوکل آفسران جو ہیں انہیں بھی باہر سے لا کے بھرتی کیتے جاتے ہیں تو اسلئے میری آپ سے انتماں ہے کہ ذمہ دار اشخاص کو پابند کیا جائے کہ وہاں کے لوکل مزدوروں کو بھرتی کیا جائے۔

میر سرفراز احمد گٹھی: جناب اسپیکر جس طرح فاضل رکن نے کہا اوج پاور پلانٹ اور سمیں جو مزدور ہڑتال پر ہیں اور ایک مزدور گش پالیسی کمپنی کی طرف سے اوج پاور پلانٹ کی طرف سے کی گئی ہے اس سے پہلے ہمارے بزرگوں کے ساتھ ایک M.O.U. sign ہوا تھا اوج پاور پلانٹ میں بھی اور اسی طرح C.G.O. میں بھی ایک M.O.U. کیا گیا تھا جس میں تمام unskilled labour جو ہے وہ locals کو very unfortunately for the last three or four years tactics چل پڑتی ہے کہ باہر کے لوگوں کو پنجاب سے سندھ سے انکو لایا جا رہا ہے اور انکو وہاں پر بھرتی کیا جا رہا ہے اور جو لوکل لوگ ہیں engineers diploma holders ہیں ہمارے ہیں اور جو unskilled labour ہیں وہ تمام کے تمام یروزگار ہیں وہاں پر۔ تو میری As a request آپ سے ہے کہ آپ ایک Custodian of the House ruling دیں اور ان کمپنیوں کو پابند کریں کہ آپ لوگوں بھرتی کریں۔ اور یہ جو F.I.R's لیبر نمائندوں کے خلاف انکو ختم کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب۔

**ڈاکٹر شعیح اسحاق:** یہ جو H.E.C کمیشن ہے اسکے تحت جو بلوچستان میں میرٹ پر بچوں کو اب چھاک تو بر کو انکی انٹرویو ہو رہے ہیں۔ اب یہاں پر جو حالات ہیں زنگلہ آواران اور کچھ میں ہوا ہے اسکے تحت ظاہر ہے ہمارے پچھے بلوچستان کے وہ ان انٹرویو میں نہیں پہنچ سکتے ہیں تو انکو موخر کیا جائے جس طرح پہلے زیارت میں آیا تھا اس وقت بھی H.E.C کے انٹرویو ہو رہے تھے تو وہ بھی موخر کر دیا گیا تھا جو بعد میں ہوئے تھے۔ تو ہمارے پچھے اسی میں اس طرح شرکت کر سکیں گے مجھے اس پر آپ کی ruling کی ضرورت ہے کہ آپ دے دیں۔ کہ ان انٹرویو کو موخر کر دیں تاکہ یہ حالات جب اپنی صحیح صورتحال پر آ جائیں۔

**جناب چیئرمین:** جی عبدالماجد ابرڑا صاحب۔

**میر عبدالماجد ابرڑا:** جناب اسپیکر صاحب جیسے کہ میرے دوستوں نے اونچ پاور پلانٹ کے حوالے سے بات کی میں بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جب سے اونچ پاور یہاں پر ہمارے علاقے میں لگا ہے لیکن اس وقت سے ہمارے لوگوں کے ساتھ خاص کر ہمارے علاقے کے لوکل لوگوں کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں اور آج بھی وہاں پر وہی لوگ کام کر رہے ہیں جو پنجاب اور دوسرے صوبوں سے لائے جاتے ہیں حالانکہ جو لوکل لوگوں کو ہی ملازمت پر رکھتے ہیں لیکن وہاں پر ایک monopoly بنی ہوئی ہے اُن لوگوں کی جس کی وجہ سے آج بھی ہمارے علاقے کے عوام کے ساتھ زیادتیاں ہو رہی ہیں۔ مہربانی کر کے آپ اس پر اُٹھائیں اور یہ جو ہمارے لوکل ہیں انکو کم از کم یہ موقع ملتا چاہئے اور کوئی بڑی وہ نوکریاں تو نہیں کر پا رہی ہیں لیکن یہ چھوٹی چھوٹی نوکریاں ہیں مزدوری ہے یہ انکو دے دیں یہ انکا حق ہے اور وہ انکو ملتا چاہئے۔ اس طرح ہمارے علاقے میں frustration قائم ہو رہا ہے اور اس طرح آگے چل کے لوگ غلط راستوں پر آئیں گے تو اس سے بہتر یہ ہے کہ ایک موقع علاقے کے عوام کو ملا ہے تو اُس پر لوگوں کو لگایا جائے تاکہ بیرون گاری کا کچھ خاتمہ ہو سکے۔ مہربانی۔

**جناب چیئرمین:** جی خالد لانگو صاحب۔

**میر خالد ہمایون لانگو:** شکریہ جناب اسپیکر! آپ نے ہمیں بھیجا تھا، مجھے، پنس صاحب، حاجی اسلام صاحب اور ماما گیلوکو۔ ہم گئے، اپوزیشن کے دوستوں سے ملے۔ ہم اُنکے شکر گزار ہیں کہ وہ ہمارے کہنے پرواپس آئے۔ انہوں نے کچھ تخفیفات کا اظہار کیا اور میں بھی کچھ باقی میں ضرور کرنا چاہوں گا کہ ہم سب یہاں بلوچ، پشتون

بیٹھے ہیں اس اسمبلی میں، ہماری روایات ہیں اور اس اسمبلی کا بھی ایک decorum ہے۔ جو روذیہ اپنایا گیا، ہمارے دوستوں کی طرف سے، ٹریشوری پیچر کی طرف یا اپوزیشن کی طرف سے، وہ نامناسب تھا۔ کہ ایک مقدس ایوان کے اندر جس طرح کا یہ مسئلہ چلا۔ میں دوستوں سے گزارش کروں گا۔ چونکہ ہم ٹریشوری بچوں سے ہیں۔ اگر ہماری طرف سے، ٹریشوری پیچر کی طرف سے ہمارے دوستوں کی دل آزاری ہوئی ہے تو ہم ان سے معذرت چاہتے ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ اور انشاء اللہ انکو یقین دلاتے ہیں کہ آئندہ کم از کم ٹریشوری پیچر کی طرف سے ایسا نہیں ہوگا۔ اور ان سے بھی یہ گزارش کرتے ہیں کہ مطلب اخلاقیات کے اندر، جو ہماری روایات ہیں۔ کیونکہ خدا نخواستہ ہمارے توجہ قبائلی معاشرہ ہے۔ یہاں اسمبلی کے اندر کچھ باتیں کرنے سے یہ بہت بڑے مسئلے بن جاتے ہیں۔ خدا نخواستہ کوئی۔ ہمیں پیار و محبت سے تقید برائے تعییر کرنی چاہیے۔ تقید برائے تقید نہیں کرنی چاہیے۔ کہ جس سے ہمارے حالات خراب ہوں۔ کسی کی دل شکنی ہو۔ کوئی، مطلب کوئی مسئلہ پیدا ہو۔ تو میں دوستوں کا، اپنے اپوزیشن کے دوستوں کا شکر گزار ہوں۔ کہ آپ نے ہمیں بھیجا اور وہ ہمارے کہنہ پرواپ آئے۔ اور انشاء اللہ حکومت کی جانب سے انکو یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ ہماری طرف سے کبھی کوئی ناجائز، کوئی غلط روایہ انکے ساتھ آئندہ نہیں اپنایا جائیگا۔ شکریہ جناب۔

**جناب چیئرمین:** خالد لاڳو صاحب، گیو صاحب، ماما اسلام صاحب۔ میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگ گئے انکو منا کے لائے۔ اور آپ لوگوں کا شکریہ ہے کہ آپ لوگ آئے۔ ایک سب سے بڑی بد مزگی جو پیدا ہوتی ہے وہ اس طرح ہوتی ہے کہ جب کوئی بات کر رہا ہوتا ہے، ایک معزز رکن، توباقی لوگوں کو چاہیے کہ وہ خاموشی سے اُسکو سنتے رہیں۔ جب وہ اپنی بات مکمل کر جائے تو اسکے بعد جو بھی معزز رکن اُٹھتا ہے، اپنی بات کر سکتا ہے، وہ اُسکی بات کو انشاء اللہ ہم قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تو انشاء اللہ یہ کارروائی اسی طرح چلتی جائیگی۔ شکریہ آپ دوستوں کا۔ جی محمد خان لہڑی صاحب۔

**جناب محمد خان لہڑی:** میرے دوست نے اُوچ پرو جیکٹ کے بارے میں بات کی۔ اُوچ پرو جیکٹ تقریباً ڈریہ مراد جمالی سے تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس ٹائم تقریباً 680 میگاوات بجلی پیدا کر رہا ہے۔ حالانکہ وہاں پر اُوچ پرو جیکٹ میں ملازمت پیشہ ہیں، وہ بھی دوسرے صوبوں سے لا کے وہاں پر رکھا گیا ہے۔ اور کیا بلوجتان میں کوئی ایسا بھی نہیں ہے کہ وہاں پر ہمارے صوبے کا کوئی ہو؟۔ اور وہیں پر تقریباً 2008ء میں 220KV کیلئے گرداؤ ایشیشن کا تو منظور دیا گیا لیکن اُسکا چار دیواری اس ٹائم بنا ہوا ہے اور وہیں

پر کچھ کام نہیں ہوا ہے۔ صرف چار دیواری تک محدود ہے بھائی۔ اور ہمارا نصیر آباد ایک green belt ہے اور وہیں پر تقریباً اٹھارہ یا بیس گھنٹہ لوڈ شیڈنگ ہو رہا ہے۔ اس ٹائم بھلی کا بہت بڑا بحران ہیں وہیں پر۔ اور ٹوب ویلوں پر ہمارا زرعی کاشت ہوتا ہے ہمارا علاقے کا۔ مہربانی کر کے اسکے بارے میں کوئی آپ مینگ رکھیں یا انکو پابند کریں۔

**آغا سید لیاقت علی:** جناب اپیکر! آپ سے گزارش ہے کہ اس ایوان میں ہم نے ایک قرارداد پیش کی تھی بھلی کے متعلق۔ اس قرارداد کا سیکرٹری صاحب سے پوچھا جائے کہ کیا ہوا ہے؟۔ کیا سیکرٹری صاحب نے ایوان نے جو قرارداد pass کی ہے، اس پر عمل کیا ہے۔ کیا انہوں نے سینٹرل گورنمنٹ کو بھیجا ہے؟۔ کیا ایوان کی کارروائی جو اس پر ہوئی ہے اس سے مطلع کیا جائے؟۔ شکریہ۔

**جناب چیئرمین:** میرے خیال میں زیارت وال صاحب اس چیز کو آپ اس مسئلے کو آپ وہ کر لیں اُوچ پاور پلانٹ کے حوالے سے اور بھلی کے حوالے سے لیاقت آغا صاحب نے بات کی۔ مگر اسی حوالے سے ہے تو آپ بات کریں۔ پھر جواب زیارت وال صاحب دے دیں گے۔ میرے خیال میں اگر اس حوالے سے نہیں ہے تو آپ اسکو چھوڑ دیں۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر):** جناب اپیکر! آپ کا شکریہ۔ بات یہ ہے کہ بھلی کے حوالے سے یا مہنگائی کے حوالے سے پیڑوں، ڈیزیل اور بھلی جو مہنگائی کا ایک معنی میں طوفان ہے، اس سلسلے میں دوستوں کو یا ساتھیوں کو یا تو قرارداد لانی چاہیے۔ بہر حال نہیں ہوا ہے۔ نقطہ اعتراض پر انہوں نے اسکو اٹھایا ہے۔ جناب اپیکر! ہم نے قرارداد pass کی ہے۔ اور اُسمیں حبیب اللہ کوٹل پاور اور اُوچ پاور۔ اور دوستوں نے Floor پر یہ ثابت کیا ہے آج تک formally ہمیں جواب نہیں ملا ہے۔ ٹریڑری پنجھر اور اپوزیشن سارے اس پر متفق تھے۔ حبیب اللہ کوٹل پاور جن کے ساتھ معاہدہ ہے ہماری حکومت کا 129 میگاوات بھلی نیشنل لائن میں ڈالنے کا، معلوم یہ ہوا ہے ثابت یہ کہ چکے ہیں کہ وہ 70 یا 80 سے زیادہ بھلی ہمیں provide نہیں کر سکا ہے۔ اور دوسری بات اُوچ پاور کی ہے اسکے میرے خیال میں کوئی 550 میگاوات کا معاہدہ اُنکے ساتھ۔ اُسمیں سے تقریباً پھریا کے 500 پروکا ہے۔ اُسمیں تقریباً وہ 400 آپکو دے رہے ہیں۔ اور 100 میگاوات وہاں پر بھی آپکی چوری ہو رہی ہے۔ اور اس چوری کو دیکھتے ہوئے میں نے وہاں ایکنک کے مینگ میں اسکو اٹھایا تھا کہ خدارا! حبیب اللہ کوٹل پاور سالانہ تین ارب سے زیادہ اور اُوچ پاور اس غریب صوبے کے چہارب سے

زیادہ ہیں۔ اس سلسلے میں وہ چوری کر رہے ہیں۔ تو بھلی مہنگی نہیں ہو گئی خاک ہو گی، کیا ہو گا؟۔ اب اسکو سمجھنے اور جانے کی کوشش کرنا ہے۔ اور اب اسمیں ایسا نہیں ہے کہ اونچ پاور اپنے طور پر سب کچھ کر رہا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ حبیب اللہ کوٹل اپنے طور پر یہ سب کچھ کر رہا ہے۔ میں نے تو یہاں تک سوال رکھا تھا کہ ہمیں بتایا جائے کہ اتنے measurement کا نظام کیا ہے؟۔ جو معاملہ ہے اُس معاملے کے تحت جو بھلی انہوں نے دینی ہے معاملے کے تحت ہم پابند ہیں۔ ہم 129 میگاوات کی قیمت حبیب اللہ کوٹل کو ادا کر رہے ہیں۔ اور 500 میگاوات بھلی کی قیمت اونچ پاور کو ادا کر رہے ہیں۔ بیچ میں جو گڑ بڑ ہے، جو چلی جاتی ہے اور ماری جاتی ہے۔ پول اڑائے جاتے ہیں، ان دونوں کے، ہم پابند ہے کہ انکو پورے، پانچ سو میگاوات کے اور اتنے میگاوات کے انکو پیسے دیں۔ ہم پر پابندی ہے۔ لیکن ہماری طرف سے آج تک انہوں نے نہیں بتایا ہے۔ ہم نے یہ اٹھایا تھا وہاں پر بھلی اٹھایا تھا اور یہاں پر بھلی اٹھایا تھا۔ کہ کس measurement کے تحت، کس معیار کے تحت، کس criteria کے تحت لائن میں کتنی بھلی اُنکی طرف سے دی جائی ہے؟۔ تو اس بنیاد پر جناب اپنیکر! ایک مرتبہ پھر میں وفاتی گورنمنٹ سے اس سلسلے میں جو گزارش ایکنک میں بھلی ہم کرچکے ہیں اور Floor پر اپوزیشن اور ٹریزری پیچھے دونوں نے متفقہ طور پر قرارداد pass کی ہے۔ اور لیاقت آغا نے یہاں پر بات کی کہ وہ قرارداد یہاں سے ڈرافٹ ہو کے چلی گئی ہے یا نہیں گئی ہے۔ تو یہ چیزیں اس اسمبلی نے دوستوں نے پیش کی ہے۔ اور چلی گئی ہے۔ گزارش ہماری یہ ہے کہ ان چیزوں کو اس سرنو دیکھا learned جائے۔ جو معاملہ ہے اور جو پیدا کر کے دے رہے ہیں۔ اسکی فرق ہے۔ اور اس difference کے ہوتے ہوئے آپ ثابت کر سکتے ہیں، ہمارا مکمل ثابت کر سکتا ہے کہ ہم مفت میں، میٹر لگایا ہے یا نہیں لگایا ہے۔ فلاں اس کیا ڈالا ہے یا نہیں ڈالا فلاں چوری ہوا ہے نہیں ہوا ہے۔ یہ تو جو پیدا کرنے والے ہیں، یہ شروع میں ہی گھپلا تو اُنکی طرف سے ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ کہا جاتا ہے کہ بھلی نہیں ہے، شارٹج ہے، شارت فال ہے اور وہ لٹچ کی کمی اور وہ ہے۔ تو جناب اپنیکر! میں آپ کی توسط سے ایک بار پھر اسمبلی کے عملے کو اس بات پر دھیان دینا چاہیے۔ اور ایک اور لیٹر اُنکے پاس جانا چاہیے جس میں اس بات کا اظہار ہو کہ پہلے سے ہمیں جو جہاں سے بھلی دی جا رہی ہے۔ بس ہمارے ٹوٹل بھلی ہے بھی یہی۔ پھر اسکی میں گلڈ و سے پھر کچھ ہمیں بھلی دی جا رہی ہے۔ کچھ ہمارے کوئی نہ کھل پا رہے۔ اسکی بھی وہ تھی میرے پاس ہے میں لانا نہیں ہوں ٹائم نہیں مل سکا ہے۔ یہ جو کوئی نہ کھل پا رہے اسکے ساتھ جو مذاق ہوا۔ اتنے جس طریقے سے ناکام بنایا گیا ہے۔ یہ کوں پر تھا۔ یہ کم از کم

ہمیں 98,90 میگا وٹ تک بھلی دے سکتا تھا۔ اُسمیں مداخلت کی گئی۔ عدالت میں کیس ہوا۔ ہم لوگوں نے عدالت میں کیس کیا تھا۔ میں خود اُسمیں پیشہ کھا اور اُس کیس میں فیصلہ آچکا ہے۔ لیکن آج تک یہاں پر بھی وہ عملدرآمد اُس طریقے سے نہیں ہو سکا جس طریقے سے ہونا چاہیے تھا۔ وہ قرارداد بھی آپکے پاس لا سینگے proof کے ساتھ۔ اور تاریخوں کے ساتھ۔ کیس کے ساتھ stay کے ساتھ۔ وہ بھی سارے موجود ہیں۔ تو یہ چیزیں ہیں۔ اس طریقے سے۔ میں معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سلسلے اس طریقے سے ہیں۔ ہم سب نے متفق ہو کے اس حق کیلئے اڑنا ہوگا۔ اور ان لوگوں کو جو بھلی پیدا کر رہے ہیں، ہمارے صوبے کو دے رہے ہیں انکو پابند بنانا ہوگا تاکہ ہماری یہ جو مجبوری ہے ایک معنی میں پورے صوبے کی، ملک کی بھی ہے اس صوبے میں بھی ہے۔ اُسمیں اس طریقے سے یہ چیزیں ہیں۔ تو جناب اسپیکر! آپ اس سلسلے میں اپنی طرف سے انکو ایک مرتبہ پھر یقین دہانی کروائیں گے۔ لیٹر لکھیں گے۔ یادداشت کے طور پر تاکہ وہ اسکا نوٹ لیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ تیل اور بھلی جو مہنگا ہوا ہے اُسکی ایک وجہ یہ ہے کہ آپکے روپے کی قدر میں مسلسل کمی آ رہی ہے۔ جن کے پیسے مستحکم ہو رہے ہیں۔ ہندوستان کے لوگوں نے بات کی۔ جن کی کرنی مستحکم ہے اور انٹریشنل منڈی میں تیل ستا ہوا ہے۔ لیکن ہمارے روپے کی قدر گرنے کی وجہ سے ہم مسلسل مہنگائی کی طرف جا رہے ہو نگے۔ وہ بنیادی طور پر روپے ہمارا پیسہ devalue ہوتا جا رہا ہے اُس بنیاد پر منڈی میں جو انہوں نے پیسے مانگتے ہیں، انہوں نے ڈالر ریٹ پر مانگنے ہیں۔ اور ڈالر کے طور پر حکومت کی یہ مجبوری ہو گی کہ وہ قیمتوں کو بڑھائیں۔ اور اُسکے پاس اسکا نکوئی علاج ہے نہ کوئی چارہ ہے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے ملک کے استحکام کیلئے اپنے ملک کی فلاج و بہبود کیلئے اپنے صوبے کیلئے اور جن بکاؤں میں ہم مبتلا ہو چکے ہیں۔ جن بکاؤں کا ہمیں سامنا ہے ان پر نظر رکھیں۔ انکو ٹھیک کر کے ہم اس سے نجات پاسکتے ہیں اور اُسکے وجہات یہ ہیں۔ تو یہ میں آپکے سامنے اس بنیاد پر رکھ رہا تھا۔

**جناب چیئرمین:** کھوسہ صاحب اور ابڑو صاحب کی کہ labour unskilled کے ہزار انہوں نے ایک ہزار کے لگ بھگ وہ payoff کی ہیں، جو باہر سے لارہے ہیں۔ پنجاب سے لارہے ہیں یا دیگر صوبوں سے لارہے ہیں اُسکے بارے میں کہیں۔

**میر سرفراز احمد بگٹی:** میری ایک تجویز ہے جناب اسپیکر! کہ یہ مسئلہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اُسمیں دو issues ہیں۔ اُسمیں ایک FIR کے issues ہے۔ جسمیں آپ ایک کمیٹی بنائیں، پارلیمانی کمیٹی بنائیں۔ یا

پولیس کے ذمہ لگائیں کہ اسمیں ایک تحقیق ہونی چاہیے کہ وہ FIR's کن بنیادوں پر وہ یہ بریونیں کے جو عہدیدار ہیں اُنکے خلاف کافی گئی ہیں۔ دوسرا میری گزارش اتنی سی ہے کہ آپ ایمڈی ہے، ایمڈی او. جی ڈی سی ایل کے ایمڈی ہے اور ج پاور ہے انکو بلا جائے یہاں پر۔ اور پارلیمنٹ کو ایک بریفنگ دی جائے تاکہ ہمیں پتہ چل سکے کہ وہ M.O.U's کیا تھے اور انکو کون violate کر رہا ہے؟۔ اور اسکے بارے میں کیونکہ یہ خاص طور پر یہ جو ہر تال میں لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ جو FIR ہیں، یہ ایک urgent معاملہ ہے اسکو آپ up take کریں۔

**جناب چیئرمین:** مہربانی۔ میرے خیال میں ایک تو انتہی شنل پاور پر چیزاں گیر یمنٹ جو ہے وہ ہمارے اس اُنکا تعلق نہیں ہے صوبے سے۔ یہ ہے وفاقی حکومت کا subject。 اُسی حوالے انہوں نے اُنکے ساتھ agreement کی ہے۔ اُسی agreement کے تحت وہ چیزیں آتی ہیں۔ ہم نے ایک قرارداد اس سے پہلے اسمیں منظور کی ہے۔ چھ مہینے کے بعد ہی ہم دوسری قرارداد منظور کر سکتے ہیں۔ ایک چیز جو ہم نے بتانی ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس سے، اُسی قرارداد کے حوالے سے دوبارہ فیڈرل گورنمنٹ کو پاور پر چیزاں گیر یمنٹ کے تحت انکو پابند بنائیں کہ ہمیں بھلی مہیا کریں۔ اور میرے خیال میں یہ recommendations اگر ہم اس House سے دے سکتے ہیں۔ تو یہ ایک اچھا recommendation ہو گی۔ جی پنس احمد علی صاحب۔

**پنس احمد علی:** thank you جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کی توجہ بلوچستان کے اُس ضلع کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ واحد ڈسٹرکٹ لسیلہ ہے جس سے بھلی جو ہے KEC سے مل رہی ہے۔ اور KEC ایک پرائیویٹ ادارہ ہو چکا ہے۔ اور یہاں تک کے جو KEC کی جوان تنظامی ہے وہ کہتی ہے ہم نے عدالت سے stay کرنے کیلئے انکو اتنی بھی سکت نہیں ہوتی کہ وہ ہمارے معاملات کو دیکھیں۔ تو میں چاہتا ہوں کہ یہ KEC کے کسی عہدیداران سے لسیلہ کے معاملات کے متعلق جب بات کرتے ہیں تو وہ فون بھی کرے گا اگر ہم receive کرنے کیلئے انکو اتنی بھی سکت نہیں ہوتی کہ وہ ہمارے معاملات کو دیکھیں۔ تو میں چاہتا ہوں کہ یہ مقدس ایوان جو ہے، وہ کم از کم کوئی ایسی قرارداد یا کوئی ایسا سلسلہ کرے نپر اکو پابند کیا جائے نپر اکم از کم لسیلہ کے جو معاملات ہیں، جو KEC کے معاملات ہیں، وہاں پر پورا ڈسٹرکٹ پر تباہ و بر باد ہو رہا ہے لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے ہمارے زرعی علاقہ ہے، زمینیں ختم ہو رہی ہیں بر باد ہو رہی ہیں۔ تو اس سلسلہ میں صوبائی اسمبلی کچھ ایسی قرارداد نپر اکم از کم دے، انہیں پابند کریں۔ کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ واحد ڈسٹرکٹ لسیلہ ہے جو

KEC کے under ہے۔ اور جو ایک عجیب سا سلسلہ انکا ہے۔ تاکہ اس پر وہ کم از کم پابند ہوں تاکہ ہمارے معاملات جو کہ ہم ایم پی اے اور ایم این اے اور جو بھی ہم منتخب نمائندے ہیں، کم از کم وہ اتنی سی توجرات کریں کہ ہمارے معاملات سنیں۔ یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ہم Standing Committee کے سامنے جواب دہ نہیں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کم از کم کوئی ایسی رو لگ دیں کوئی ایسی چیز دیں کہ KEC والے یہاں پر آئیں انکی انتظامی آئیں تاکہ وہ جواب تو دیں ہمیں کم از کم۔ یہ قسم وہ باتیں کرتے ہیں کہ ہم پابند نہیں ہیں کسی قسم کے Standing Committee کے۔ یہ کم چیز واضح ہونی چاہئے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: Thank you جی میڈم۔

محترمہ حسن بانور خشافی: جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے میڈیا والوں کے پاس ایک پیغام پہنچانا چاہتی ہوں۔ ہمارا جوز لزلہ آیا ہوا ہے یہاں پر ہمارے کچھ اسلامی روایات ہیں اور کچھ ہمارے قبلی روایات ہیں۔ تو وہاں پر ہمارے خواتین کو جو coverage دے رہی ہیں۔ وہ اس حساب سے تسلی بخش نہیں ہے۔ تو ان سے میں یہی درخواست کرتی ہوں کہ وہاں بے شک آپ اچھی coverage اور بہترین coverage دیں۔ لیکن جو ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیاں ہیں، انکی عزت و حرمت کی حفاظت کرتے ہوئے انکو زیادہ coverage آپ نہ دیں۔ اور انکی عزت کا خیال رکھیں۔ ایک تو پہلے ہی وہ قدرتی آفات کے زیر اثر آئے ہیں۔ اوپر سے ہمیں دنیا جہاں میں ہمیں دیکھا جا رہا ہے اور دیکھا جاتا ہے۔ تو اس وجہ سے ہم اپنے مذہبی اور قبلی روایات کو دیکھتے ہوئے میں یہی درخواست کرتی ہوں کہ بے شک آپ coverage دیں۔ لیکن ہماری خواتین کو جو مختلف زاویوں سے انہیں دکھایا جاتا ہے، ان پر آپ ذرا خاص کر توجہ دیجئے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ میں ایک دو issues پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو آج رات بارہ بجے سے یہ پاکستان کے غریب عوام پر جو بھلی کا اور پیٹرول کا بم گرایا گیا، تو میں اس ایوان کے توسط سے وفاقی حکومت سے گزارش کروں گا کہ یہ اپنا فیصلہ واپس لیں۔ کل تک یہی لوگ ٹینٹ لگا کر لا ہوں میں اور مختلف جگہوں پر کہ جی بھلی مہنگی ہو گئی اور لوڈ شیڈنگ۔ انکے یہ تین چار مہینے کی حکومت میں میرا خیال ہے مجھ سے بہتر آپ سمجھتے ہیں۔ آپ چیئرمین کا مرس کے صدر بھی رہے ہیں۔ اور بہت زیادہ آپ کا روبرو باری تعلق ہے جو

اس وقت غریب کی حالت ہو گئی ہے۔ نہیں ہے کہ ایک سرمایہ دار کا چار روپے یا پانچ روپے پیٹرول کا liter بڑھتا ہے یا ڈیزل بڑھتا ہے، تو وہ، وہ اس پر جو ہے نال کوئی 72 ارب روپے انکو آمدی ہو گی۔ بلکہ اسکا جو grass root پر جو اثر جاتا ہے تو غریب مارا جاتا ہے۔ تو میں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے یہ جو اضافہ ہے ہم اسکو قبول نہیں کرتے۔ اور ہم گزارش کرتے ہیں کہ اس ایوان کی توسط سے کہ یہ اضافہ والپس لیا جائے۔ دوسری چیز جو میں اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں خاص کر ٹریشر پیپر کی کڈیوپمنٹ فنڈ، جبکہ pass ہوئے میرے خیال میں تین چار مہینے ہو گئے ہیں۔ بلکہ ایلوکشن اپنی جگہ پر پڑی ہوئی ہے۔ ہم انتظار کر رہے ہیں کہ اسکی کیا تقسیم ہو گی کیا سلسلہ ہو گا وہ تو اپنی جگہ پر صحیح ہے ہم فی الحال اس پر کوئی اعتراض نہیں کر رہے ہیں۔ قائد ایوان جب آئے گا اسکے لئے کوئی لا جعل تیار کریگا یا جو بھی سلسلہ ہو گا۔ اسیبلی کے ارکان کی اُنمیں سفارشات لی جاتی ہیں یا یورو کریمی کی سفارشات لی جاتی ہیں، وہ تو اس وقت کی بات ہے۔ لیکن میں آپکی توجہ اس ایوان کی توجہ نال ڈیوپمنٹ پر، خاص کر کے جو کھاؤ پیدا ہے۔ کھاؤ نوش کرو۔ اسکی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ سیکریٹری فائننس اس وقت جو ہے نال اپنی مرضی سے یا شاید ٹریشری پیپر اسکا جواب دے سکیں، وزیر اعلیٰ کی نمائندگی رجیم زیارت وال صاحب کر رہے ہیں۔ یا وہ وان اور جی اے بلڈنگ میں، وہ فٹ پاٹھ کے لوگ ہوتے ہیں۔ ادھر آپ کو نظر آئیں گے جناح روڈ پر اور سیکریٹریٹ میں پھرتے ہوئے۔ اُنکے کہنے پر دو، دو ملین روپے مختلف ڈسٹرکٹ میں روڈوں کی مرمت کی مد میں سیکریٹری فائننس صاحب جاری کر رہا ہے۔ جس کا شاید نہ آپکو بھی علم نہیں ہے اور ہمیں بھی علم نہیں ہے لیکن میرے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ میں نہیں چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں کسی ممبر کا نام لوں یا وہ فٹ پاٹھ والے لوگوں کو میں اتنی اہمیت دوں۔ میں گزارش کروں گا آپ سے کہ جیسے کہ آپ لوگوں نے ابھی کچھ دن پہلے اقدام کیا کہ going on releases کو بھی اسکی بھی واپس کئے ہیں۔ اس پر توجہ سی ایم صاحب آئیں گے توبات ہو گی۔ تو مہربانی کر کے اسکو بھی سیکریٹری فائننس کو پابند کیا جائے کہ نال ڈیوپمنٹ میں جو بے لگام گھوڑے کی طرح وہ اپنی اپنی مرضی سے پسندنا پسند سے جو ہے دو دلین 1.8 ملین یا جو جاری کر رہا ہے۔ کس کے کہنے پر کر رہا ہے؟۔ یہ بھی اس سے وضاحت لیں اپیکر صاحب۔ اور یہ پریکش بھی مہربانی کر کے بند کریں۔ روڈ زیرے خیال میں پورے بلوچستان کی تباہ حال ہیں یا یہ بلڈنگیں اگر کسی ڈسٹرکٹ کی یا میرے یا کسی دوسرے ڈسٹرکٹ کی وہ چونا اور سرخی پاؤ ڈر کیلئے محتاج ہیں۔ تو اس سے بہتر اس وقت آپکی آواران اور مشکل کی پوزیشن ہے کہ جہاں پر سرے سے

ہماری بہنیں، عورتیں، بچے اس وقت کھلے آسمان تلے پڑے ہیں۔ تو وہاں پر سخاوت کرنے کی بجائے جہاں پر سرخی پاؤڈر کی ضرورت ہے بلڈنگوں کو، وہ پیسہ اگر آواران اور مشکلے اور زندگانی میں چلا جائے تو میرا خیال ہے یہ اچھی روایت بھی ہوگی۔ اور بہتر بھی ہوگا۔ شاید رحیم صاحب کے علم میں بھی ہو یا نہ ہو۔ لیکن میں علم میں لارہا ہوں۔ تو مہربانی کر کے اس وقت یہ چیزیں بھی۔ اور اگر یہ چیزیں کرنی بھی ہیں تو اس ایوان کی کمیٹی بنائیں یا اچھے افسر ہیں۔ مختلف جگہوں پر انجینئرز۔ وہ پورے بلوچستان کے سڑکوں کی حالت اور بلڈنگوں کی حالت دیکھ کر اُسکے مطابق دیں کسی کونوازیں مت۔ تو میری اپنے صاحب آپ سے گزارش ہے کہ اس چیز کو ہر حالت میں رُکنا چاہئے۔ اسکا سیاسی طور پر غلط اثر پڑ رہا ہے اور بحیثیت ممبر ہم لوگوں کا بھی استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔

Thank you جی۔

**جناب چیئرمین:** بڑی مہربانی۔

**انجینئر زمرک خان:** جناب اپنے کام میں اس پر ذرا بات کروں گا۔ یہ جو پیٹرول اور ہماری بجلی جو مہنگی ہوئی ہے۔ ہم جب یہاں پر بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ فیڈرل issue ہے۔ میں آپ کو ایک چیز بتاؤں پی آئی اے، این ایچ اے، ریلوے، پی ٹی سی ایل، واپڈا، گیس، ہائے ایجوکیشن بہت سے ملکے ہیں جو فیڈرل کے پاس ہیں۔ اگر ہم اس طرح بہانہ بناتے رہیں کہ جی فیڈرل سے رجوع کرینے کے اور فیڈرل پر یہ ڈالیں گے۔ تو ہم تو صوبے کا مسئلے کا کوئی بھی مسئلہ اس طرح حل نہیں کر سکتے ہیں۔ میں آپ کو ایک چیز بتاؤں پچھلے گورنمنٹ میں پی آئی اے کی بات کروں تو پی آئی اے کا جو کرایہ ہے یہاں سے آپ کراچی جاتے ہوئے، فاصلہ جو بتا ہے تین سو کلو میٹر بتا ہے۔ اور اسلام آباد سے کراچی تک چھ سو کلو میٹر بتا ہے پشاور سے سات سو کلو میٹر بتا ہے۔ کرایہ اسلام آباد کراچی کا کم ہے کوئی اور کراچی کا زیادہ ہے۔ تو میں ایک تجویز پچھلے بھی دی کہ اگر ہم عملی طور پر کوئی قدم اٹھائیں گے تو ہمارے مسئلے حل ہوں گے۔ اس طرح ہماری آسمبلی کے جتنے بھی قرارداد پیش کرتے ہیں۔ جو بھی وہاں وفاق میں جاتے ہیں وہ رُڈی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں۔ اسکو کوئی اہمیت نہیں دیتے ہیں۔ ہم ادھر آپس میں لڑتے ہیں یہ کدھر گیا یہ ادھر گیا یہ ادھر گیا۔ اگر ہم ایف۔سی کی بات کرتے ہیں یا اگر باہر سے کوئی حملہ کرتے ہیں۔ جی یہ فیڈرل کا کام ہے۔ یہ ہم اس سے معلومات کرتے ہیں۔ ہمارے بھائی مررتے ہیں یا بارڈر پر مررتے ہیں یا کوئی افغانستان سے آتا ہے یا انڈیا سے آتا ہے یا جو بھی آتا ہے تو ہم فیڈرل پر ڈالتے ہیں۔ ہم کس لئے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا پی آئی اے کے اس ایئر پورٹ کو بند کر دو۔ ہمیں نہیں چاہئے دو تین دن

تک اس فلاںتوں کو بند کر دو جب تک ہمارا کرامہ کم نہ ہو جائے۔ یہ سارے بلوچستان سے اتنا غریب صوبہ ہے جو اسکے ساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ محرومیاں کیوں ہیں۔ پھر کہتے ہیں پہاڑوں پر کون لوگ چڑھتے ہیں؟۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ بدمانی کیوں ہوتی ہیں؟۔ یہی تو ہوتا کہ جس کے حقوق کی آپ بات نہیں سنتے ہیں جس کے حقوق کیلئے آپ بات نہیں کرتے ہو تو میں کیا کروں گا؟۔ پھر میرے آگے ہاتھ آئیں گے، باہر کے ہاتھ ہماری طرف آئیں گے۔ اور یہاں میں انکو ہاتھ دوں گا۔ کیونکہ وہ انگریزی میں کہتے ہیں My enemy is my friend the enemy of my enemy is my friends دوست ہوتا ہے۔ تو پھر یہاں سے لوگ جاتے ہیں پھر انڈیا بھی ادھرم اختلت کریگا۔ ایران بھی کرے گا اسرائیل بھی کریگا۔ دوسرے ملک بھی کریں گے تو ہم اس ہاتھ کو اس وقت تک روک سکتے ہیں کہ ہمارے حقوق پر بیٹھ جائیں وفاق۔ اور ہمارے ساتھ بات کریں۔ کوئی بھی آج تک ماں کی گود سے غدار پیدا نہیں ہوا ہے۔ کوئی بھی آج تک ملک توڑنے کی بات اس وقت تک نہیں کرتے ہیں جب تک آپ انکی حقوق کی بات نہ کرو۔ جب تک میرے بلوچستان میں رہتے ہوئے ہمارے عوام کے حقوق کی بات کوئی سنے گا نہیں، تو وہ جائیں گے کسی اور کے گود میں بیٹھیں گے۔ تو میں یہی کہتا ہوں کہ ہمارے جو یہاں پر ٹریپری میں پیخز کے دوست ہیں، یہ اتحاد میں بیٹھے ہوئے ہیں coalition partners ہیں اسلام آباد کے ساتھ۔ یہاں مسلم لیگ (ن) کے ساتھ ایک ہی گورنمنٹ ہے۔ ہم کیوں request کرتے ہیں ہم کیوں درخواست کرتے ہیں کیوں بجلی اور گیس کتنی مہنگی ہو گئی ہے۔ آپ پانچ سال کا ریکارڈ لے لیں پچھلا اور اس تین چار مہینے کا ریکارڈ لے لیں کہ اس وقت پیٹرول کتنی مہنگی ہوئی تھی اور اس یہ جو تین مہینے سے چار مہینے سے گورنمنٹ بنی ہوئی ہے کتنی مہنگی ہوئی ہے۔ آپ دیکھ لو پانچ پانچ، چھ، چھ روپے ایک ہی جگہ مہنگی ہو جاتی ہیں۔ میں نہیں کر سکتا ہوں برداشت۔ میں گاؤں جاتا ہوں میرا علاقہ ڈیڑھ گھنٹے کا علاقہ ہے میں بھی دو گاڑیوں میں پیٹرول ڈالتا ہوں پندرہ بیس ہزار روپے خرچ آتا ہے۔ یہ عام آدمی کیسے کریگا؟۔ اور جدھر آپ روپے کی بات کرتے ہیں روپے کی قدر کس نے کم کیا ہے؟۔ اب اسٹیٹ بینک نے انکو ائری بٹھائی ہے کہ جی کس نے کیا ہے؟۔ گورنمنٹ کو بھی پتہ نہیں ہے۔ گورنمنٹ کو اچھی طرح پتہ ہے۔ پیٹرول آپکا، روپے کا قدر اس وقت گرتا ہے جب میں الاقوامی مارکیٹ میں آپکے جو بھی آپ سے باہر سے آپ درآمد کرتے ہو آپ پیٹرول کرتے ہوں فیوں کرتے ہو گیس تو ہمارا اپنا ہے بجلی تو ہماری اپنی ہے۔ یہ تو ہمارے ملک میں پیدا ہوتا ہے۔ جو باہر سے آتا ہے وہ توازن جو ہے وہ برقرار نہیں رہتا ہے وہ گرتی ہے۔ یہاں تو

گورنمنٹ بھی کہر رہا ہے کہ مجھے پتہ نہیں یہاں اسٹیٹ بینک نے کبھی انکو اڑی بیٹھائی ہوئی ہے۔ جو آپکا پاکستان کا سب سے بڑا اسٹیٹ بینک ہے بینک ایک ہی ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ روپے میں کیا ہو رہا ہے۔ یہ کون بزرگ کر رہا ہے یہ تو یہاں پر صنعت کار بیٹھے ہوئے ہیں۔ انکو سیاست کا پتہ نہیں ہے وہ جانتا ہی نہیں ہے۔ وہ صرف بزرگ کر رہا ہے اور اپنے گورنمنٹ کو مستحکم کرنے کیلئے اپنا دھنہ کر رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب باہر میں، انڈیا میں کم ہو رہا ہے ادھر زیادہ ہو رہا ہے۔ یہ تو عوام کے ساتھ ظلم ہے یہ taxes ہم دیتے ہیں۔ یہ تو ہمارے پیسے ہیں جو فنڈ ملے ہیں یہ بھی ہمارے ہیں۔ یہ کسی پر احسان تو نہیں ہے۔ تو کیا گورنمنٹ جو مجھے فنڈ دے رہا ہے یہ مجھ پر احسان کر رہا ہے؟۔ یہ تو میرے ہی پیسے ہیں اس عوام کے پیسے ہیں۔ یہ آپکو بھلی سے مل رہے ہیں آپکو گیس سے مل رہی ہیں یہ تو جو منافع مل رہا ہے۔ یہ تو یہاں سے مل رہا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ مکمل جو ہمارے ٹریزیری کے ہیں یا اپوزیشن ہے اسکو condemn کریں as a whole اسکو as a whole کریں۔ بلوجتن اسی میں سے ایک message جانا چاہیے۔ کہ ہم نہیں مانتے ہیں۔ اس پر گورنمنٹ بیٹھ کر غور کرے۔ ہم بلوجتن کیلئے یہ کوئی ایسے ہیں۔ آپکا پنجاب بہت امیر صوبہ ہے آپکا خیر پختو انخوا بھی امیر ہے آپکا سندھ تو بہت ہی امیر ہے۔ ہمارے بلوجتن کے ساتھ کیا ہے؟۔ ہمارے پاس تو بھی نہیں ہیں ہمارے پاس کتنے revenue آتے ہیں؟۔ آپ دیکھ لیں۔ آپ کہتے ایسا نہ اکا اٹھا لو آپکار یونیورسٹی پارٹمنٹ اٹھا لو۔ آپ کچھ نہیں ہیں۔ ہم depend کرتے ہیں فیڈرل پر۔ فیڈرل پھر ہم پر احسان کرتا ہے ہمیں بھیک دیتا ہے۔ ہم بھیک مانگتے ہیں وہ بھیک دیتے ہیں۔ اس طرح نہیں ہونا چاہئے۔ ہم پی آئی اے کی بھی بات کریں گے ہم ریلوے کی بھی بات کریں گے ہم روڈوں کی بھی بات کریں گے۔ تو سارا ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ تو فیڈرل کے ساتھ ہے۔ ہم وفاق سے اپنے مطالبے کس طرح مناویں گے۔ اس پر بیٹھ کر اس پر سوچ لیں یہ نہیں ہونا چاہئے کہ جی issue اُدھر کا ہے۔ اور چھوڑ دیں۔ ہمیں ریکوڈ ک حوالہ ہیں۔ یہ ہمارا حق ہے۔ نہیں تو پھر ہمیں دے دیں۔ ہم بلوجتن جانے ہمارا کام جانیں۔ ہمیں ریکوڈ ک حوالہ کریں۔ ہمیں سیندک حوالہ کریں ہمارا جو کوٹل ہائی وے ہے وہ حوالہ کرے ہمارا مسلم باغ میں جو مائیز اور منزرا نکلتے ہیں وہ ہمارے حوالہ کریں۔ چھوڑ دیں پھر فیڈرل۔ پھر ہم پر احسان نہ کریں ہمارے پاس اتنا بڑا ذخیرہ بلوجتن کا ہے کہ میرے خیال میں آپ ایشیاء میں بھی دیکھ لیں اس سے زیادہ نہیں ملے گا۔ یہ تو دئی کیا دنیا کے اُس ملک سے بھی زیادہ امیر صوبہ ہو گا جو کوئی بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکے گا۔ اتنا آپکے ساتھ اندر

زمیں کے خزانے پڑے ہوئے ہیں قدرت کے خزانے نے خدا نے عطا کیئے ہیں لیکن ہم اس پر سودا بازی کرتے ہیں۔ ہم اس پر سیاست کرتے ہیں۔ میں آخر میں اتنا کہوں گا کہ یہ جو ایجوکیشن میں۔ آپ دیکھو ایجوکیشن میں ہمارے اس کارشپ پر کون جاتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ ہمارا جو فیڈرل ہماری جو بیور و کریمی بیٹھی ہوئی ہے ان سے پوچھ لیں ایجوکیشن والوں سے کہ آپ کے جو اسلام آباد میں جو ہمارا اس کارشپ آتے ہیں ہمارے لوگوں کو پتہ ہی نہیں ہوتا ہے۔ وہاں کے پنجاب کے لوگ اس پر چلے جاتے ہیں۔ اسلام آباد میں ادھر ہی تقسیم کرتے ہیں۔ ایک دو سکارشپ دیں تو ہم پر احسان کرتے ہیں۔ ابھی ایف سی جو کر رہی ہے کارروائی کون روکے گا اسکو؟۔ وزیر اعلیٰ کا کام ہے کہ اسکو روک لیں؟۔ اور ہم یہاں پر پی آئی اے، این۔ ایچ۔ اے، ریلوے، گیس، ایجوکیشن، واپڈ انجینئرنگز کو ہر بیٹھ کر ٹریزیری پیچوں سے میری گزارش ہے آپ کے توسط سے، اپوزیشن کو بٹھائیں، ہم ایک ایسا فیصلہ کریں کہ اسکو مجبور کریں کہ یہ چیزیں واپس لے لیں نہیں تو ہم آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتے ہماری یہ محرومیاں بڑھتی رہیں گی۔ اور یہ پہاڑوں پر چڑھتے ہوئے لوگ اور زیادہ ہو جائیں گے۔ اور وہ اپنے حقوق کی بات کریں گے۔ کوئی table talk نہیں کر رہا ہے۔ کوئی اُن سے مذاکرات کی بات نہیں کر رہا ہے۔ صرف ہم جا کر خانہ پری کر رہے ہیں۔ وہ ہمارے پشتون روایات میں معمر کہ بناتے ہیں۔ کسی کا قتل ہوتا ہے، دوسو لوگ لے جاتے ہیں پہلے بات نہیں ہوتی ہے، وہ formalities پوری کرتے ہیں۔ جی ہمیں اختیار دے دو۔ وہ کہتے ہیں ان اختیار نہیں ہے۔ کوئی نہیں دیتا ہے قتل کا اختیار اس طرح۔ کیونکہ ہم formalities پوری کرتے ہیں۔ دوسو آدمی لے گئے۔ جی ہم فیڈرل سے بات کی انہوں نے ہمیں جواب دے دیا۔ ہمیں جواب نہیں چاہئے ہمیں مسئلے کا حل چاہئے۔ اور جس فیڈرل مکھی میں، اسکو پاندہ ہونا چاہئے۔ ایسا قرارداد ہم پیش کریں گے انشاء اللہ۔ ہمارے مولانا واسع صاحب آئینگے ہمارے سردار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ٹریزیری والے دوست بھی بیٹھ جائیں۔ ہم پورے مکموں کے حوالے سے جتنے بھی فیڈرل مکھی ہیں ان سب کو لکھ کر اور وزیر اعظم کے نام اور قومی اسمبلی کے نام اور سینٹ میں جو ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے صوبے کی نمائندگی کر رہے ہیں یا قومی اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جدھر بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ قرارداد انکے ہاتھ میں تھا دیں۔ اور وزیر اعظم سے بات کریں کہ بلوچستان کے مسئلہ کا واحد حل یہی ہے۔ آپ یہ کرو، اگر آپ کے یہاں پر نہ کوئی ملک توڑنے کی بات کریگا نہ کوئی آزاد بلوچستان کی بات کریگا نہ آزاد پشتونستان کی بات کریگا۔ کوئی بھی بات سامنے نہیں آئیں۔ جب مجھے اپنے گھر میں اپنا حق ملے گا میں کیوں باہر جاؤں گا۔ میں اس مٹی میں پیدا ہوا ہوں اس پاکستان اس بلوچستان کا

حصہ ہوں کبھی اسکے توڑنے کی بات نہیں کروں گا۔ کیونکہ یہ غداری ہے اپنی مٹی سے اپنی ماں سے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس طرح اگر یہ کریں گے اس گورنمنٹ کی کامیابی ہوگی اور انشاء اللہ اسمیں ہم اسکے ساتھ دیں گے۔ اگر پھر کوئی بات آئی، تو ہم حق رکھتے ہیں کہ ہم ٹریشر پیپر سے اپوزیشن کے توسط سے وہ بات اٹھائیں جو ہمارا حق بتتا ہے۔ اس پر ہمیں یہ balme نہ کریں کیونکہ ہم اس عوام کی نمائندگی کرتے ہیں۔ ہم ایک حلقے سے ہیں یہ دوسرے حلقے سے ہیں سردار صاحب۔ مولانا صاحب سے ہر ایک اپنے حلقے سے منتخب ہوا ہے۔ یہ احسان نہیں ہے Selected Members Elected Members ہیں یہ ہیں، پوری دنیا سن لے، پاکستان سن لے۔ توجہ ہماری قوت ایک ہو جائیگی۔ میں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی ایسی قوت نہیں ہوگی جو اسکو توڑ دے اور یہی سارے مستکلے بلوچستان کے جتنے بھی جدھر بھی ہیں وہ حل ہو جائیں گے۔ میں ابھی آخر میں یہ گزارش کرتا ہوں آپکے توسط سے ٹریشری پیپر سے کہ یہ جو منہگائی آئی ہوئی ہے یہ پورا اسکو condemn کر لیں اور پورہ message کل اخبار میں میدیا، پرنٹ میدیا کے توسط سے اور الیکٹرانک میدیا کے توسط سے میں ان سے گزار کرتا ہوں کہ ہمارے جو بڑے issues ہیں وہ screen پر لا کیں۔ اور وہ فیڈرل کو بتا دیں کہ یہ بلوچستان کے حقوق کی بات ہیں اور اس حقوق سے ہم نہیں ہٹیں گے اور اسکے لئے جو بھی قربانی ہمیں پڑ گی ہم اسکو کرنے کیلئے تیار ہیں۔ اور اسکو condemn کریں۔ شکریہ۔

**جناب چیرین:** زیارت وال صاحب! یہ مسائل ہیں جو فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ ہیں، ان مسائل کو ہم کس طرح deal کر سکتے ہیں۔ مختلف آرگانائزیشن ہیں۔ مختلف ڈپارٹمنٹس ہیں فیڈرل گورنمنٹ کے، اُنکے ساتھ ہم کس طرح وہ کر سکتے ہیں۔

**جناب عبداللہ جان بابت:** جو وفاق میں foreign services ہیں، میں سفارت خانوں میں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اُس آدمی کو وہاں ملازمت یا سفیر بنا دیں جو یہاں کا مستقل باشندہ ہوایسے نہیں کہ جعلی ڈومیائل بناتے ہیں یا جعلی دستاویزات پیش کرتے ہیں۔ ہم نے ایک دفعہ انکے خلاف کالجوں میں بہت بڑی تحریک چلائی، پھر ہمارے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا کہ اُس آدمی کو جو permanent resident ہو یہاں کا مستقل شہری ہو یہ جعلی۔ ابھی ایسے لوگوں نے ڈومیائل بنایا کہ نہ اسکا کوئی گھر ہے نہ کوئی گاؤں نہ شہر معلوم ہے۔ ہم اس چیز کو حکومت کی طرف سے جو قرارداد آئیگی اسیں permanent residence ہو یہاں کا مستقل شہری ہو گا اسکے علاوہ ہم اور کسی آدمی کا نام وہاں نوکری کا پابند ہیں یا دوسرے چیزوں کا۔

**جناب غلام دشیر بادینی:** **دُسْمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ**۔ میں اپنے علاقے کا ایک issue بیان کرتا ہوں۔ RPO آفس، ریزائلنٹ پولیس آفیسر ہمارے DIG صاحب جو نوٹکی میں بیٹھتے تھے۔ لیکن افسوس کچھ ایسے ایک دو آفیسر آئے، انکو میرے خیال میں شاید میں بھی جب ہم مبارکبادی کیلئے جاتے تھے کہ DIG صاحب آپ نوٹکی آئے ہم آپکے welcome کرتے ہیں۔ وہ بہت ارمان اور افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہمارے DIG کا جو دوسرے صوبے اور کہاں یہ ریگستان اور پہاڑ تو بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے DIG کا جو پوسٹ جسے RPO، ریزائلنٹ پولیس آفیسر کے نام سے کہا جاتا ہے چاغی، واشک، خاران اور نوٹکی میں، 2005ء میں قیام عمل میں لایا گیا۔ لیکن ابھی یہاں تک سنبھلے میں آیا ہے کہ may wind-up be کر رہے ہیں کوئی دوچار دونوں میں آفس ہی کو ختم کر رہے ہیں۔ جناب اپیکر! یہ صرف نوٹکی کا مسئلہ نہیں بلکہ چار اضلاع کا مسئلہ ہے۔ لوگ سات سو، چھ سو کلو میٹر سے دُور پھر خوار ہو کے جیسے 2005ء سے پہلے لوگ اگر آتے تھے، اپنے مسائل کیلئے کوئی آتے تھے۔ ضروری نہیں کہ سب کے relatives کے رشتہ دار کو یہ میں ہوں۔ ابھی میں اس مقدس یوان کے حوالے سے اپنے لوگوں کی آواز آپ تک پہنچا رہا ہوں کہ ask about windup نہیں کیا جائے۔ اس سے جو چار سو پانچ سو لوگوں کو روزگار ملی ہیں، میرے خیال میں یہ تو سارے یہ روزگار ہو جائیں گے۔ ساتھ ساتھ جو لوگ ہیں ہمارے علاقے کے، چار اضلاع کے، سب کو وہی سات سو چھ سو کلو میٹر۔ افسوس کی بات یہ ہے 2005ء میں لوگوں کو relief دیا گیا۔ 2005ء سے لیکر ابھی کوئی آٹھ سال کا عرصہ گزرا ہے۔ ابھی اسی میں چاہئے تھا۔ کروڑوں روپے اسی میں خرچ کئے گئے۔ RPO صاحب کیلئے بنگلے بنائے گئے کروڑوں روپے کا انکا آفس بنایا گیا۔ مطلب ٹھیک ٹھاک خرچ کیا گیا۔ لیکن اسکو update یا اسکو مزید بہتری کرنے کی بجائے اسکو ختم کیا جا رہا ہے۔ جناب اپیکر! ہمارے علاقے کے لوگ پھر وہی ذر، ذر کی ٹھوکریں کھائیں گے۔ جیسے بھلی کے حوالے سے یہاں پر ہمارا رونا ہے، چیف کیسکو آ جاتا ہے۔ ہمارے ساتھ بیٹھتا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے ہمارے باتوں پر عمل ہی نہیں کیا جاتا ہے۔ وہی دو، چار گھنٹے اگر پہلے دیا جاتا تھا، وہی دو، چار گھنٹے دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ہمارے Areas میں اگر Revenue کا دیکھا جائے تو سب سے زیادہ Revenue ہمارے نوٹکی سے واپڈا اکٹھا کرتا ہے۔ جیسے زمرک خان دوسرے ساتھیوں نے یا بات لالانے کہا کہ جو مسائل ہے اُن پر سنجیدگی سے سوچنا چاہئے۔ ابھی رجیم زیارت وال صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری گزارش یہی ہے کہ ہمارے لوگوں کو مزید بھٹکنے نہیں دیا جائے۔ لوگ پھر کوئی آکے ذر، ذر

کی ٹھوکریں کھائیں، DIG صاحب ایک تو ملاقات کیلئے مستیاب ہی نہیں ہو گے۔ اگر کوئی میں تھا تو غریبوں کا اگر کوئی چار اضلاع کا مسئلہ ہوتا تھا تو کوئی علاقے کا کوئی میر، معتبر یا عام یا خاص یا کوئی سابقہ ناظم یا کونسلر جو بھی تھا، کوئی ہاتھ پکڑ کر RPO صاحب کے پاس لے جاسکتا تھا۔ لیکن ابھی بالکل دو، تین دنوں میں final ہونیوالا ہے اور فائل بھی پڑی ہوئی ہے۔ اسکو windup کیا جا رہا ہے۔ آفس کوئی shift RPO کیا جا رہا ہے۔ پھر ہمارے یہ چار اضلاع کے لوگ پھر میرے خیال میں چھسو، سات سو کلو میٹر ڈور، ڈور گیت انوں سے ڈر، ڈر کی ٹھوکریں کھاتے ہوئے کوئی آئینے۔ صرف ایک DIG صاحب کو نوشکی کی موسم میرے خیال میں انکو اچھا نہیں لگا، انہوں نے اپر لکھ کر بھیجا دیا کہ ضرورت نہیں ہے۔ آیا کس کیلئے ضرورت نہیں ہے؟۔ چار اضلاع کے لوگ ہیں لاکھوں کی آبادی ہے۔ کس وجہ سے ضرورت نہیں ہے؟۔ بجائے لوگوں کو گورنمنٹ نے ریلیف دینا ہے۔ ریلیف دینے کے بجائے لوگوں کا حق چھیننا جا رہا ہے۔ لہذا میں گزارش کرتا ہوں اس RPO آفس کو نوشکی سے شفٹ نہ کیا جائے، اگر اسکو کیا جائیگا تو انشاء اللہ یہ بلوچستان اسمبلی کے سامنے جیسے دوسراے لوگ ڈاکٹرزیابی ڈے اے والے جیسے لوگ آ جاتے ہیں۔ تو انشاء اللہ میں اور حاجی غلام دستگیر بلوچستان اسمبلی کے سامنے گھبراو کر لوں گا۔ اور وہ تو میرے خیال میں آپ لوگوں کا respect کرتے ہیں، MPA صاحب کو اندر آنے تک چھوڑ دیتے ہیں۔ شاید میں گیٹ کے سامنے لیٹ جاؤ گا، اپنے مسائل زور سے انشاء اللہ حل کرواؤں گا۔

**جناب چیئرمین:** میرے خیال میں اسکو نشادیتے ہیں سارے مسئلے کو۔ جی زیارت وال صاحب۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** جناب اسپیکر! جو باتیں دوستوں نے رکھی point of order پر، سردار صاحب نے اور زمرک صاحب نے۔ جناب اسپیکر! اسکے بارے میں میں پہلے آپکو کہہ چکا ہوں پڑوں، ڈیزیل، مہنگائی، بجلی۔ اور دستگیر صاحب نے جوبات رکھی ہے، میں اس پر آتا ہوں۔ جناب اسپیکر! 2002 Police Order منسون ہو چکا ہے۔ اور جو پرانا آرڈر تھا، وہ بحال ہو گیا ہے۔ اُس آرڈر کے تحت جو ہماری ڈویژنز ہیں، پہلے سے جو ہمارے ڈویژن، سولیین ڈویژن exist کرتے ہیں۔ ان سولیین ڈویژنز کی بنیاد پر DIG کا تقریر ہوا ہے۔ ڈوب میں تھا، وہ ختم ہو چکا ہے۔ ڈوب، شیرانی، موسیٰ خیل اور بارکھان یا لورالائی ڈویژن میں یعنی ڈوب ڈویژن میں ہے لورالائی اسکا صدر مقام ہے یا لورالائی اسکا ہیڈ کواٹر ہے۔ تو اس طریقے سے پھر کوئی ڈویژن، سبی ڈویژن جتنی ہماری ڈویژنز ہیں اُس Act کے بحال ہونے کے بعد یہ جو ہمارا ڈھانچہ ہے پلیس والوں کا، انہوں نے اپنے ڈھانچے کو اُس Act کے تحت بنانا ہے۔ اور بنالیا ہے یا اُس

پعمل کر رہے ہیں۔ تو مسئلہ بنیادی طور پر یہ ہے۔ اور اگر **amendment** کرنا چاہیں گے، تو پھر ہم **Act** کو تبدیل کریں گے۔ اسکے لئے **change** لائیں گے اور اسکے تحت پھر ہم جتنے زوں بانا چاہئے پولیس کیلئے اتنے زوں بنا سکتے ہیں۔ اس وقت جو **Act** گذشتہ حکومت نے تبدیل کیا تھا، ختم ہو چکا ہے 2002ء کا **Police Order** اور جو پرانا تھا وہ بحال ہو چکا ہے۔ تو اسکے تحت یہ ڈھانچہ اس طریقے سے بنا ہے۔ اور اس طریقے سے چل کے آگے کام کر رہا ہے۔

**جناب چیئرمین۔** اسکو **windup** بھی کر دیں۔ سارے مسئلے کو بھی میرے خیال میں **windup** کر لیتے ہیں۔ کوئی ایسا مسئلہ ہے نہیں اگر کوئی نئی بات ہے۔  
**میر محمد عاصم کر گیلو:** نشاندہ ہی ہو، اس سے پہلے بھی اسمبلی میں اسکی بازگشت ہوئی تھی۔ مگر اُس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔

**جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر):** کس پر؟

**میر محمد عاصم کر گیلو:** بھلی کے مسئلے پر جو ہمارے زمینداروں کا چونکہ میں دو دن سے اپنے علاقہ گیا ہوا تھا فاتح خوانی کے سلسلے میں، وہاں زمیندار بیچارے بالکل رور ہے تھے۔ کہ پچھلے دفعہ آپ کو یاد ہو گا یہاں اسمبلی میں چیف منسٹر صاحب نے کیسکو کے چیف کو بلوایا تھا۔ اُس نے یہاں پر یقین دہانی کرائی تھی کہ آٹھ گھنٹے بھلی دینے گے۔ چونکہ کل میں علاقے میں گیا، وہاں دو گھنٹے بھلی دی جا رہی لوگوں کے باغات وغیرہ بالکل تباہ ہو چکے ہیں۔ اسپیکر صاحب میں آپکی توسط سے کہنا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے پچھلے ادوار میں کئی دفعہ **promise** کی کہ ہمیں بھلی کو آٹھ گھنٹے کیلئے۔ مگر وہ اپنے وعدے پر نہیں ٹھہر رہے ہیں اور ہمارے جو زمیندار ہیں وہ بالکل بتاہی کے دہانے پر پہنچ گئے اُن کے باغات بالکل خشک ہو گئے ہیں۔ انہوں نے خود مجھے لے جا کر اُنکا مشاہدہ کرایا۔ تو اسپیکر صاحب اسکے لئے آپ کیسکو کے چیف کو پھر ایک دفعہ بلا ٹینیں ادھر۔ اور ہم اپنے زمینداروں کو بلا ٹینیں گے کہ وہ انکے ساتھ بیٹھ کر ایک **commitment** کریں۔ اور اس پر پورا اتریں۔ مگر ہر بار جو یہ **commitment** کرتے ہیں مگر اُس پر پورا نہیں اُترتے ہیں۔ اسپیکر صاحب! اسکے لئے ایک date دے دیں تاکہ ہم اپنی زمینداروں کو بلا ٹینیں اور اسکے بعد چیف کو بھی بلا ٹینیں اور یہ طے کرے کہ جو آپ وعدہ کرتے ہیں اُس کو پورا تو کریں۔ بل تو ان سے پورا لیتے ہیں۔ مگر بھلی اُن کو دو گھنٹے دیتے ہیں۔ اور اسکے جو باغات وغیرہ بالکل تباہ ہو گیا ہے درختوں پر لگے سیب اتنے چھوٹے چھوٹے ہوئے تھے، پہلے میں خود بھی

دیکھا انکو۔ جناب اپیکر! ہمارے ایک colleague نے کہا کہ یہ جو پڑول اور ڈیزیل۔ یہ اپیکر صاحب! جب ہم چھوٹے تھے تو ڈھائی تین روپے چار روپے گیلن تھا اور دو آنہ بڑھتا تو سارا اُس پر ایک طوفان برپا ہوتا تھا۔ ابھی ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کہ بیک جب ش قلم اسے پانچ روپے پچانوے میں یا پچاسی پیسے بڑھانا۔ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اور ڈیزیل = 117 روپے آپ اندازہ لگائیں۔ اسکا direct affect غریبوں پر پڑیا آپکے کاشنکاروں پر پڑیا اور غریب عوام پر پڑے گا اور بھلی بھی اسی طرح ہے۔ ہم چاہتے ہیں جو پچھلے ریٹ تھے، اُسی پر واپس انہیں یجاں میں کیونکہ غریب عوام یہ مہنگائی برداشت نہیں کر سکتی۔

جناب چیئرمین: مہربانی۔ جی زیارتوال صاحب۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): سردار صاحب! آپ نے جو نکتہ اٹھایا ہے، بنیادی طور پر میں اے وَن کے حوالے سے میں معلومات کر کے 4 تاریخ کو جوانشاء اللہ اجلاس ہوگی۔

میر محمد عاصم کرڈیلو: میرے پاس ریکارڈ ہے اسکا۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): نہیں، میں پوچھ لیتا ہوں آپکے پاس ریکارڈ ہے وہ بھی حوالے کرو۔ اسیں کوئی قباحت نہیں ہے کہ کیا ہے کس طریقے سے ہوا البتہ ہم نے ڈیلوپمنٹ کے حوالے سے releases نہیں کئے تھے جو ہوئے ہیں وہ ابھی تک اسٹاپ ہے اسکے بارے میں پوچھنا پڑیا کہ یہ کیا ہے کس طریقے سے ہے پھر آپکو بتاؤں گا۔ باقی جناب اپیکر! گیلو صاحب نے یادوسرے دوستوں نے پڑول اور ڈیزیل کے قیتوں کے بارے میں جو بات کی ہے اسکاوضاحت میں پہلے کرچکا ہوں اور مزید اسکیوضاحت کی میرے خیال میں ضرورت نہیں ہے۔ اور عوام کے حوالے سے جو مسئلہ ہے واقعًا ہمارے لئے سب کیلئے مہنگائی کی ایک طوفان ہو گئی ہے۔ اور اسیں بنیادی وجہ میں نے آپکو بتادیا ہے۔ کہ مسلسل روپے کی قدر میں کی بنیادی وجہ ہے۔ اور جتنی کمی اسیں اس میں کے اندر ہوئی ہے۔ میرے خیال میں اُسی انداز سے اسکی قیمت کی میرے خیال میں ضرورت نہیں ہے۔ اور اندھیا کی جو دوستوں نے بات کی وہ پھری ہے کہ اندھیا کا روپیہ **مشتمل ہوتا جا رہا ہے لہذا بجائے اسکے وہ بڑھ جائے اسکی قیمتیں اثر نیشل مارکیٹ میں قیمتیں نیچے گری ہے تو اسکا فائدہ انہوں نے اپنے عوام کو دیا ہے۔ کم کر دیا ہے۔ یہاں پر آپ نے چونکہ **dollar** payment میں کرنی ہوتی ہے۔ چونکہ dollar کی مہنگا ہوتا جا رہا ہے اور ہمارے پیسے کی قدر کم ہوتی جا رہی ہے، ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ اسکے باوجود میں نے اپیکر کے سامنے یہ کہا کہ اس پر مرکزی حکومت کو ہماری طرف سے جائے، ہمیں اسیں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ یہ جو**

مہنگائی ہے، تیل اور بجلی کے سلسلے میں اور بجلی کے سلسلے میں Clear-cut کہہ چکا ہوں کہ اُسمیں سوائے چوری کے اور کچھ بھی invlove نہیں ہے۔ اور اُس چوری کو روکنے کیلئے اب تک موثر اقدامات نہیں ہوئے ہیں۔ اسپیکر صاحب سے میں نے request کی کہ ٹریڈری پیچر اور اپوزیشن دونوں نے متفقہ قرارداد pass کی ہے۔ اور اسکومرکز کے پاس بھجوایا ہے۔ دوسری قرارداد ہم اسوقت لانہیں سکتے جو مہینہ چاہئے۔ آپ کی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ اسکواکیک مرتبہ پھر یادداشت کے طور پر لکھا جائے کہ یہ قرارداد آپ کے پاس آئی تھی اور اُسمیں ہم نے ان تمام چیزوں کی نشاندہی کی تھی اور خصوصاً یہ جو حبیب اللہ کو شل کی وہ جو ہے اور خصوصاً اونچ کی، اُسمیں جو ہمیں ہماری یہ بجلی چوری یہ دوادارے کر رہے ہیں وہ تقریباً سالانہ کے حساب سے میرے حساب سے 9 ارب روپے بنتے ہیں۔ اور 9 ارب روپے کی یہ خود بُرد ہمارے عوام پر پڑ رہی ہے اور ہمارے عوام اسکو برداشت کر رہے ہیں اور بجلی مزید مہنگی ہوتی جا رہی ہے۔ ملک کے دوسرے اداروں کے بارے میں ہمیں پتہ نہیں کہ وہ کیا ہے۔ پاکستان پاور گلڈ انی کے متعلق مولوی صاحب کی قرارداد یہ تو آیا نہیں ہے، Floor پر نہیں ہے۔ گزارش یہ ہے کہ U.O.M.O. ہے، sign وہ ہوا ہے، معاهدہ کوئی نہیں ہوا ہے۔ معاهدہ جب ہو گا تو اس وقت پھر partner کی حیثیت سے ہم اس پر جو دخنخ کریں گے اُسمیں ہماری تمام چیزیں طے ہو جائیں گی۔ یہ تو ایسی ایک یادداشت ہے یادداشت پر sign کیا ہے کہ یہ کرنا چاہیے یا نہیں کرنا چاہیے لیکن معاهدہ نہیں ہے۔ معاهدہ تک نہیں ہوا ہے۔ تو جناب اسپیکر! یہی ہماری وہ تھی اس سلسلے میں اور انشاء اللہ و تعالیٰ کوشش کریں گے کہ یہ جو چیزیں جھٹر یقے سے ہیں ایک تو میں نے آپ کو بتایا کہ ایکنک کی میٹنگ میں بھی میں یہ اٹھا چکا ہوں۔ اگرچہ مجھے وہاں کہا گیا کہ relevant نہیں ہے لیکن اسکے باوجود میں نے یہ اٹھایا کہ یہ زیادتی ہمارے ساتھ ہوئی ہے۔ اور شاید یہ پورے ملک میں ہیں۔ اور اسکے measurement کا نظام ہمیں بتایا جائے کہ کتنا وہ پیدا کر رہا ہے کتنا وہ ڈال رہے ہیں کس چیز سے اسکو measure کرتے ہیں اور measurement کرنے والا ادارہ کون ہے۔ جو ہمارے لائینوں میں یہ بجلی ڈال رہی ہے اور ہمارے پاس پیچر رہی ہے۔ تو تین سو بھی اگر ڈالیں گے ہمیں کوئی پتہ نہیں چار سو ڈالیں گے کوئی پتہ نہیں ہے پانچ سو ڈالیں گے بھی کوئی پتہ نہیں۔ تو ایک سسٹم ہونا چاہیے اور صوبائی حکومت کا اُسمیں ایک معنی میں مداخلت ہونی چاہیے۔ اور اسکے کنٹرول میں ہونا چاہیے جو پیسے ہم سے وصول کر رہے ہیں کم سے کم ہمیں اس معیار کے مطابق، اُس مقدار کے مطابق بجلی بھی دیں جس کے ہم پیسے انکو ادا کر رہے ہیں۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ۔ میرے خیال میں ہینڈری صاحب کو موقع دے دیں۔ دو، تین دفعہ انہوں نے کہا ہے۔

**جناب ہینڈری مسح بلوچ:** ہائی ایجوکیشن کی طرف سے چھاک توبر کو بلوچستان کے باہر جو تعلیمی ادارے وہاں پوسٹ admissions ہو رہے ہیں۔ جبکہ آپ سب کو معلوم ہے کہ آواران منشے اور کچھ میں جوز لرہ آیا اسکی وجہ سے وہاں کی جو طالب علم ہیں، وہ اسمیں participate نہیں کر پائیں گے۔ تو میری یہ انتباہ ہے کہ اس اثر ویکو ملتوی کیا جائے۔ اپنے صاحب اس پر زوونگ دیں۔

**جناب چیئرمین:** جی منظور خان صاحب۔

**جناب منظور احمد خان کا کڑ:** شکریہ جناب اپنے صاحب! ایک اہم مسئلے کی طرف، کیونکہ ابھی سر دیاں شروع ہو رہی ہیں۔ تو گرمیوں میں تو بھلی کے لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ ہوتا ہے۔ اب گیس کے حوالے سے پھر لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ تو یہ توجہ دلانا چاہ رہا ہوں کہ اگر گیس کے جو آفیسرز ہیں، یہاں پر جو بیٹھے ہوئے ہیں، اُسکو بلا یا جائے یہاں پر ایک اور جیسے واپڈا کے حوالے سے مینگ رکھی گئی تھی۔ اُنکے ساتھ بھی رکھی جائے۔ بد قسمتی سے ہم کہتے ہیں کہ صوبہ بہت پسمند ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جو ہیڈ آفس کراچی میں بنانا ہوا ہے وہ یہیں پر بننا چاہیے تھا۔ بد قسمتی جو بھی ہم کہیں۔ اب ہم دکلو میٹر ایک کلو میٹر پانپ کیلئے کراچی بھیجا جاتا ہے کہ وہاں سے وہ ریلیز ہوگی۔ وہاں سے وہ آئیگا۔ اب حبیب اللہ کوٹل کو لیا جائے وہاں پر کبھی بھی گیس کی لوڈ شیڈنگ نہیں ہوئی۔ اور اگر لوڈ شیڈنگ ہوئی ہے، دیکھیں شہر میں ایسے علاقے جہاں پر وہ لوگ رہتے ہوں جن کی پہنچ کسی تک پہنچ نہیں سکتی ہو۔ تو وہاں پر گیس پریشر کا زیادہ مسئلہ ہو جاتا ہے۔ جناب اپنے صاحب! یہ مسئلہ ہم سب کا ہے۔ جیسے بھلی کا ہے، جیسے گیس کا ہے، پانی کے حوالے سے ہیں۔ اسکے ساتھ نیشنل ہائی وے پر بھی یہاں پر بات ہوئی۔ نیشنل ہائی وے کی میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں نے توبات کی کہ نیشنل ہائی وے، کوٹلز وہاں پر بریکرز ہیں۔ خاص کر آپ main باہی پاس، ائیر پورٹ روڈ کو۔ اس پر جو اسوقت چل رہی ہیں۔ یہ long time in future encroachments مسئلہ create کریگا۔ کیوں جب ہم دوبارہ روڈ کو extension کریں گے۔ تو ہمارے پاس وہ زمین نہیں ہوگی۔ تب ہم دوبارہ پھر لوگوں کی زمینیں خریدیں گے اور گورنمنٹ کو پھر loss ہوگا۔ لہذا اس وقت جو بھی چل رہا ہے یہاں پر ابھی بھی کچھ constructions ہو رہے ہیں۔ تو میں اس فلور کے توسط سے، آپکے توسط سے

کہ انکورو کا جائے۔ نیشنل ہائی وے کو پابند کیا جائے کہ یہ دیکھا جائے جو اس زمرے میں آ رہے ہیں تو انکورو کا جائے جو نہیں آ رہے ہیں بالکل وہ اپنا کام کر سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر! دوستوں نے یہاں پر بہت باتیں کی کاش کہ بیٹھے ہوتے چلے گئے جب اپنے دورافتخار میں بیٹھتے ہیں تو انکو یہ خیال نہیں آتا نہ گیس کا نہ بجلی نہ ڈال کا۔ اس وقت جو شہر میں جو کچھ ہوتا تھا تو ٹیشو پپر کے ٹرک بھیجے جاتے تھے۔ لوگوں کو یہ کہا جاتا تھا کہ آپ پیشتری کھائیں۔ آج جو وزیر اعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں کم سے کم جہاں پر زلزلہ آیا ہوا ہے جہاں پر ہمارے بھائی اتنے بیچ بیٹھا ہوا ہے تین چار دنوں سے کم سے کم اسلام آباد نہیں بیٹھتے ہیں لندن کا دورہ تھا وہ منسون کر کے پہنچ یہاں پر اسی طرح جو واقعہ اس شہر میں ہوا ہے وہ spot on وہ وہاں پر پہنچا ہے۔ تو ہذا ہمیں پچھلے دو روکبھی دیکھنا چاہیے کہ ہم نے کیا کیا، کیا نہیں کیا۔ کاش کہ اسی طرح جیسے آج انہوں نے stand اٹھایا ہے۔ یہ تو ہم کہتے ہیں کہ پیشکش کے پیشکش جو وزیر بیٹھے ہوئے تھے، آج تو شکرداد کریں کہ کم سے کم اپوزیشن تو کسی چیز کی نشاندہی کرواتے ہیں جناب اسپیکر۔

**جناب چیئرمین:** منظور صاحب! آپ کی مہربانی میرے خیال میں اسکو up-wind بھی کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اس حوالے سے تو کوئی ایسی بات رہی نہیں، جس میں ہم فیڈرل گورنمنٹ سے جو ہمارے مشکلات ہیں، جو چیزیں ہمیں نہیں مل رہی ہیں۔ اور وہ ہونی چاہیے۔ ہائی ایکوکیشن کے حوالے سے، این ایچ اے کے حوالے میرے خیال میں اسیں کوئی ایسی دورائے نہیں ہیں۔ تو وہ تمام چیزیں میرے خیال میں ہمیں متفقہ طور پر کسی اور دن لا سکتے ہیں۔ اور فیڈرل گورنمنٹ کو اس بات پر ہم مجبور کر سکتے ہیں۔ یہاں Resolution کی صورت میں یا کسی اور صورت میں کہ فیڈرل گورنمنٹ ہماری یہ تمام مشکلات حل کر دیگی۔ باقی کارروائی ختم ہو گئی ہے۔ میر صاحب! انہوں نے دل پر ہاتھ رکھ کے کہا کہ باقی سب کچھ ٹھیک ہو جائیگا، تو بات ایسی ہے۔ تو باقی کارروائی ہم ختم کرتے ہیں۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ 4 اکتوبر 2013ء بوقت ساڑھے تین بجے دو پہر تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دو پہر 2 جگہ 10 منٹ پر اختتم پذیر ہوا)